بسم الله الرحمن الرحيم

نحمده ونصلي على رسوله الكريم

لا اله الا الله محمد رسول الله

هو الذي ارسل رسوله بالهدى ودين الحق ليظهره على الدين كله

عسى ان يبعثك ربك مقاما محمودا

دنیا کے مذاہب پر نظر اور اہل مذاہب کا تشحیذ الاذہان

یعنی

رسالہ ریویو آف ریلیجنز (اردو)

نمبر ۹ — ۵ ستمبر ۱۹۳۰ء — ۱۱ ربیع الثانی سنہ ۱۳۴۹ھ — جلد ۲۹

ایڈیٹر قاضی محمد ظہور الدین اکمل

ہر انگریزی مہینہ کی پانچ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

مقام اشاعت
قادیان دار الامان

چندہ سالانہ ہندوستان میں تین روپے اور بیرون ہندوستان ۳ روپے ۸ آنے

مصدقہ طلباء اور غیر احمدیوں سے ۲ روپے ۸ آنے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فہرست مضامین

اسلام کے احسانات ہندوستان پر	۳۲۱ / ۳۲۷	ملک فضل حسین صاحب احمدی مہاجر قادیان
منہاج الطالبین	۳۲۷ / ۳۳۶	اقتباس تقریر حضرت امام (بابو علی محمد صاحب کلرک)
قرآن مجید میں کوئی اختلاف نہیں	۳۳۷ / ۳۴۸	مولانا تاج الدین صاحب لائل پوری
عفریت من الجن	۳۴۹ / ۳۵۴	جناب سیّد زین العابدین شاہ صاحب (تالیف و تصنیف)
ممالک غربیہ میں مُسلم آبادی	۳۵۴ / ۳۵۶	ماخوذ
نشان کسوف و خسوف	۳۵۶ / ۳۶۰	مولانا مرزا محمد صادق صاحب چغتائی (مولوی فاضل)

ریویو اُردو کی توسیع اشاعت

مَیں کئی مرتبہ اسی صفحے پر یہ بات واضح کر چکا ہوں کہ ریویو اُردو کے خریدار اسقدر کم ہیں۔ اور جو ہیں ان کے نام اتنا بقایا ہے کہ صرف اخراجات طبع بھی ادا کرنے مشکل ہو رہے ہیں۔ اور اس وقت ریویو اُردو کا فنڈ تیرہ چودہ سو روپے کا مقروض ہے۔ ان حالات میں رسالہ کا اجراء مشکل ہو رہا ہے۔ ناظرین رسالہ و احباب جماعت احمدیہ کو پوری توجّہ سے کام لیکر اسکی توسیع اشاعت کا فرض ادا کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی اس پاکیزہ خواہش کو پورا کر دکھانا چاہیئے۔ کہ

ریویو کے خریدار کم از کم دس ہزار ہوں۔

ہر ماہوار کوئی بڑی بات نہیں۔ اس کے معاوضہ میں آپ علمی مذہبی مضامین سے اپنے معلومات میں اضافہ اور قلب میں تسکین و اطمینان پیدا کرینگے بلکہ غیر مذاہب پر اتمام حجّت کرکے فریضۂ تبلیغ سے ایک حد تک سبکدوش ہو سکیں گے۔

ان اصحاب کے نام شکریہ کے ساتھ درج رسالہ ہونگے جو اس بارے میں عقد ہمت باندھ کر اُٹھیں اور بقایا داروں کو بقایا ادا کرنے پر مجبور کریں اور جو خریدار نہیں ان کو خریدار بنائیں ؛

(مینجر ریویو اُردو قادیان)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اسلام کے احسانات ہندوستان پر

(نمبر ۲)

مسٹر مکندی لال بی اے بیرسٹر ایٹ لا نے بھی ایک مضمون رسالہ سورسوتی الہ آباد میں شائع کیا تھا جس کا اُردو ترجمہ ذیل میں درج ہے :-

"وہ اور مسلمان بادشاہوں نے بھی دستکاری کی طرف خوب دھیان دیا۔ انہوں نے ہندو کاریگروں اور مصوّروں کو نوکر رکھا۔ اور ان سے نئے نئے محل۔ مسجدیں اور مقبرے وغیرہ بنوائے۔ ہندوستان میں فن تعمیر کا نیا باب شروع ہُوا۔ اور آج کل جو مشہور عالم محل۔ مسجدیں۔ مقبرے اور قلعے وغیرہ ہندوستان میں نظر آتے ہیں وہ اسلامی تہذیب ہی کا پھل ہیں +

ہماری نگاہ میں سب سے زیادہ اثر اسلامی حکومت کا ہندوستان کی مصوّری اور فن تعمیر پر پڑا۔ اور اس سے فائدہ ہی ہُوا۔ ہندوؤں کا فن مصوّری قریباً مفقود ہی ہو چکا تھا۔ نئے نئے محل۔ قلعے اور بڑی بڑی عمارتیں بُت۔ اور مندر بننے بند ہو چکے تھے۔ اگر مسلمان یہاں نہ آتے تو ہنر مندی قطعی مفقود ہو جاتی +

لٹریچر کی ترقی بھی مسلمانوں کے عہد میں بہت ہوئی۔ البیرونی نے جو احسان دنیا اور ہندوستان پر لٹریچر کے ذریعہ کیا اس کا ذکر ہم مختصراً کر چکے ہیں۔ کئی مسلمان بادشاہ خود ہی صاحب تصنیف تھے اور ان میں سے اکثر کے درباروں میں کئی ایک ادیب اور شاعر رہتے تھے۔ اس زمانہ کے مشہور مسلمان ادیب حسن دہلوی۔ منہاج السراج۔ ضیاء برنی۔ اور مولانا عمران تھے۔ کئی مسلمان پنڈت سنسکرت کے بھی بہت بڑے فاضل تھے۔ سنسکرت میں قومی اور مذہبی لٹریچر کی اسوقت بڑی ترقی ہوئی۔ کئی اعلیٰ پائے کے ناٹک بھی لکھے گئے۔ راماینج کا برہم شوتر پارتھ سارتھی مشر کی کرم میمانسا جے دیو کا گیت گووند۔ جے سنگھ سوامی کا ہمعصر مادمردن اور حسین شاہ کے وزیر روپ گوسوامی کے علت مادھو کی تصنیف اسی زمانہ میں ہوئی۔ دِگیانیشور کی مت اکھشرا اور جیموت واہن کے دائے بھاگ بھی اسی زمانہ میں لکھی گئیں۔ کاہلن نے اپنی مشہور تواریخ (کشمیر) بھی اسلامی عہد میں ہی تصنیف کی۔ جین مذہب کے عالموں نے بھی کئی کتابیں لکھیں جن میں سے مشہور مصنّف ہیم چندر ہے +

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہندی زبان کی تنظیم بھی اسلامی عہد میں ہوئی۔ اسوقت کے مسلمانوں میں سب سے مشہور فاضل امیر خسرو کی تصانیف میں ہندی کے کئی لفظ پائے جاتے ہیں۔ انہوں نے عربی کی طرح ہندی کو بھی ایک اعلیٰ درجہ کی زبان تسلیم کیا ہے۔ ان کی رائے تو یہاں تک تھی کہ ہندی ایران کے ٹھہرائے (؟) اور روم کی زبان (یعنی اعلیٰ درجہ کی فارسی) سے بھی اچھی ہے۔ ان کی رائے میں ہندی عربی کی طرح باقاعدہ زبان تھی۔ انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ ہندی استعارات و مجازات سے مزین ہے ؎

مقامی زبانیں...... بنگال میں بھی اس وقت لٹریچر کی بڑی ترقی ہوئی۔ کیرت داس کی بنگلہ رامائن چودھویں[14] صدی میں سنسکرت سے بنگلہ میں ترجمہ ہوئی۔ نصرت شاہ کے ایک درباری ملی گھروشو نے بھاگوت کے دسویں اور گیارھویں کانڈوں کا ترجمہ کیا۔ اور حسین شاہ کے ایک پرگل خاں کے لکھنے پر کوپندر مشہور نے مہابھارت کا بنگلہ میں ترجمہ استری پرب تک کیا۔ اسی طرح مرہٹی زبان کی بھی اس (اسلامی) زمانہ میں خوب ترقی ہوئی ؎

اس مختصر سے مضمون میں ان تمام امور کے ذکر کی گنجائش نہیں جن کی ترقی یا آغاز مسلمانوں کے آنے سے لیکر پندرھویں[15] صدی کے آخر تک ہوئی۔ پس وہ (اسلامی) زمانہ بھارت کی پستی اور تنزل کا زمانہ نہ تھا بلکہ اُٹھنے اور ترقی کرنے کا تھا۔ ہندو تہذیب بوسیدہ۔ طاقت اور زندگی سے خالی ہو چکی تھی۔ اور اسے بیرونی رگڑ کی سخت ضرورت تھی اور وہ ضروری دوائی جو ہندوستان کو کمزور سے مضبوط بنائے وہ مسلمانوں کے حملوں اور یہاں حکومت کرنے سے حاصل ہو گئی ؎

اسلامی عہد کے برکات۔ آج کل کے مغربی علماء ہندوستان کے اس زمانہ کا مقابلہ موجودہ ترقی یافتہ ممالک سے کرتے ہیں۔ لیکن اگر ہم اُسوقت کے ہندوستان کا مقابلہ اُس زمانہ کے یورپ سے کریں تو پروفیسر ایشوری پرشاد کے الفاظ میں ہمیں ناظرین کو یاد دلانا ہوگا کہ "اسوقت یورپ میں رومن کیتھولک لوگوں نے بڑے بڑے ظلم اور سفاکیاں کیں۔ خیالات کی آزادی اور مذہبی حُریت کا تو گلا ہی گھونٹ دیا گیا تھا۔ مگر مسلمان اس بات میں مغربی اقوام سے کہیں اچھے تھے۔ جسوقت سپین کے بادشاہ فلپ دوم نے اعلان کیا تھا کہ آزاد خیال "ہیرے ماٹک" لوگوں پر حکومت کرنے سے حکومت نہ کرنی ہی اچھی ہے۔ جس وقت ولایت میں مہارانی ایلزبیتھ آئرلینڈ کے رومن کیتھولک عیسائیوں کو تنگ کر رہی تھی۔ ان پر ظلم و ستم ہو رہے تھے اسوقت شیر شاہ اور اکبر جیسے مسلمان بادشاہ مذہبی بُردباری اور رواداری سے کام لے رہے تھے۔ اور غیر مذاہب اور غیر مسلم اقوام میں باہمی میل ملاپ کا جذبہ پیدا کر رہے تھے! اسلامی حکومت کے زمانہ میں آجکل کی طرح ہندوؤں کی بہادری اور مردانگی مفقود نہ تھی۔ ہندو راجے سردار

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور زمیندار اسوقت کے مسلمان حاکموں سے ہمیشہ لڑنے کو تیار رہتے تھے اور بعض اوقات لڑتے بھی تھے۔ ملک کی دولت ملک ہی میں رہتی تھی۔ مسلمان بادشاہ کسقدر بھی کیوں نہ عیاش اور فضول خرچ ہوں مگر پھر بھی جو کچھ خرچ کرتے تھے وہ سب ملک میں ہی رہتا تھا۔ ہندوستان کی بے شمار دولت لُٹ جائے پھر بھی اسوقت مدار زندگی ملک میں کافی تھی۔ اور ملک سُکھی دھن دھان سے معمور تھا۔ اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ اُس زمانہ کے مسلمان حکمران اور بادشاہ غیر مہذّب اور لٹیرے تھے بالکل جھوٹ ہے۔ اُسی زمانہ میں بلبن اور علاء الدین خلجی جیسے حکمرانی کے اصولوں سے واقف اور ہمہ صفت موصوف پیدا ہوئے۔ علم دوست فاضل محمدؐ تغلق اور ابراہیم شرقی اور امن پسند حکمران ناصر الدین تغلق اور الغ خاں جعفر خاں ملک کافور جیسے کئی ایک بہادر اور جرنیل بھی اسی زمانہ میں پیدا ہوئے۔ ہندوؤں کے آخری زمانہ کے سب سے بڑے مصلح را ما نند۔ جین۔ کبیر۔ اور نانک جنہوں نے قوم اور مذہب کی کایا پلٹ دی اسی زمانہ میں پیدا ہوئے تھے۔ جس قوم میں ایسے دیندار مذہبی ریفارمر کلجگ میں بھی پیدا ہوں وہ قوم تنزّل کو پہنچی ہوئی قوم نہیں کہلا سکتی۔ جس ملک میں حاکمانہ اختیار کھو بیٹھنے پر بھی ایسے روحانی مرد پیدا ہوں وہ ملک مستقبل سے خالی نہیں ہو سکتا۔ جس حکومت میں ایسے آزاد خیالات کی اشاعت اور اسکی تعلیم دینے والے پیدا ہوں اور نئے روادار مذاہب کا ظہور ہو اس اسلامی حکومت کو رعایا کو دُکھ دینے والی۔ مذہب کی دشمن۔ غیر مہذّب اور جابر کہنا گویا تواریخی واقعات پر پردہ ڈالنا ہے۔" (رسالہ سرسوتی الٰہ آباد صـــــ)

مسلمانوں کا وجود مسعود صرف اعلیٰ درجہ کے ہندوؤں کے لئے ہی مفید بابرکت اور نفع بخش ثابت نہیں ہُوا۔ بلکہ وہ کروڑوں انسان بھی انسانیت سے لذّت آشنا ہوئے۔ جنہیں اچھوت سمجھ کر ہمیشہ کیلئے ٹھکرا دیا گیا تھا۔ اسکے متعلق ایک عیسائی محقق کی مندرجہ ذیل تحریر پڑھئے۔ معلوم ہوگا کہ ان پامال شدہ درماندہ اور سسکتی جانوں نے کس والہانہ انداز میں اسلام کو خیر مقدم کہکر صدیوں کے بعد انسانیت کا درجہ حاصل کیا۔ اور یہ انسانیت اور ہندوستان کی ایسی بے نظیر خدمت تھی جو سوائے مسلمانوں کے اور کسی کے حِصّہ میں نہ آسکتی تھی +

پروفیسر آرنلڈ بی اے

"داعیانِ اسلام جب بنگالہ میں پہنچے تو نیچ ذات کے ہندو اور وہاں کے اصلی باشندے جو ہندوؤں کے مذہب کے قریب قریب خارج سمجھے جاتے تھے اور اپنے آرین سرداروں کے ہاتھوں سے طرح طرح کی ذلتیں اور اذیتیں اُٹھاتے تھے۔ مسلمانوں کی طرف ہاتھ پھیلا کر بڑھے۔ ان لوگوں کے نزدیک جن میں مفلس مچھلی پکڑنے والے اور شکاری اور قزاق اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ادنیٰ اقوام کے کاشتکار تھے **اسلام ایک اوتار تھا جو ان کے لئے آکاش سے اترا تھا۔** وہ حکمران قوم کا مذہب تھا اور پھیلانے والے وہ باخدا لوگ تھے جو توحید کی خبر اور سب انسانوں کے برابر ہونیکا مژدہ ایسی قوم کے پاس لائے تھے جس کو سب لوگ ذلیل و خوار سمجھتے تھے۔" (ترجمہ پریچنگ آف اسلام صفحہ ۲۹۵)

مہاشہ سنت رام بی اے نے بھی قبول کیا ہے کہ:۔

"شمال مغرب کی طرف سے اسلام کا حملہ ہوا۔ ہندو لوگ جات پات اور اونچ نیچ (کا رن دیاعث) ہزاروں چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں بٹے پڑے تھے۔ ان کو ایکتا (اتحاد) میں باندھنے والا ایک بھی سوتر (دھاگا) نہ تھا۔ پس وہ اس حملہ کی تاب نہ لا سکے۔ **اسلام ان کروڑوں اچھوتوں اور شودروں کے لئے رحمت ربانی تھا۔** وہ ان کو انسانی مساوات کا حق دیتا تھا۔ پس یہ لوگ جوق در جوق مسلمان ہو گئے۔" (اخبار پرتاپ ۱۱ نومبر ۱۹۲۸ء)

یہ اور اسکے انداز کے اور بھی بیسیوں اقتباس نقل کئے جا سکتے ہیں مگر یہ دکھلانے کیلئے کہ مسلمان کتنے روادار کتنے بااخلاق کتنے شفیق ہمدرد اور خادم انسانیت تھے۔ یہ اقتباس بھی کافی سے وافی ہیں۔ اسکے بعد ہم مسلمانوں کی ایک اور نہایت ہی اہم اور بیحد وقیع بلکہ لائق صد ہزار ستائش خدمت کا ذکر کرتے ہیں جس کی بدولت ہندوستان دنیا کے تمام ممالک سے سربلند ہو گیا۔ اور یہ مسلمانوں کی صنعتی خدمت تھی۔ کیونکہ مسلمانوں نے صنعت و حرفت کو بھی وہ ترقی دی کہ ایک دفعہ تو ہندوستان کا سکہ تمام عالم پر بٹھا دیا۔ اگر مسلمانوں کی دیگر تمام کوششیں نظر انداز بھی کر دی جائیں اور صرف اسی پہلو کو دیکھا جائے تو بادی النظر ہی میں معلوم ہو جاتا ہے کہ اس قوم کو ہندوستان سے کسقدر اُلفت اور دلی پریم تھا۔ اور انہوں نے کس طرح صنّاعوں کی حوصلہ افزائیاں کر کر کے اس ملک کو دنیا کا بہترین صنّاعی اور تجارتی مرکز بنا دیا۔ جسکی وجہ سے دنیا کی تقریباً تمام ہی قومیں خود بخود یہاں کھچتی چلی آئیں۔ ملک کے ان سچّے بہی خواہوں کے صنعتی کارناموں کا تذکرہ بہت بڑی طوالت کا خواہاں ہے۔ جسکی یہاں گنجائش نہیں اسلئے۔ نمونۃً صرف چند غیر مسلم اصحاب ہی کی تحریروں سے دو چار اقتباس ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں۔ جن کے مطالعہ سے معلوم ہو جائیگا کہ وہ ہندوستان جو مسلمانوں کی آمد سے پہلے تجارتی اور صنعتی لحاظ سے کوئی خاص حیثیت نہ رکھتا تھا۔ وہ مسلمانوں کی بدولت کیسی شاندار اور محیّر العقول ترقی کر گیا۔

بابو بنکم چندر لاہری اپنی مشہور تصنیف "شہنشاہ اکبر" میں لکھتے ہیں:۔

"بادشاہ اکبر نے صنعت و حرفت کو بھی خوب ترقی دی تھی۔ ہندوستان کی ہر قسم کی دستکاری کی حوصلہ افزائی کی تھی۔ دریاں بنانے کے لئے بہت سے مقامات پر سرکاری کارخانے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قائم کیئے گئے تھے۔ سرکاری کارخانوں میں ایسی خوبصورت دریاں۔ توپیں۔ اور بندوقیں تیار ہوتی تھیں کہ غیر ملکی سیّاح دیکھ کر دنگ رہ جاتے تھے۔ بادشاہ نے ہندوستان میں ریشم اور پشمینے کے کپڑے بنانے کے کام کو بھی بہت ترقی کی حالت پر پہنچایا تھا۔ کشمیر اور لاہور میں شال بنانے کی دستکاری کو بڑھانے کے لئے کئی تجاویز عمل میں لائی گئی تھیں۔ سینکڑوں سرکاری کارخانوں میں بہت سی چیزیں سرکاری خرچ پر تیار ہوتی تھیں"

مہاشہ سکھ سمپتی رائے بھنڈاری

'بھارت درشن' ص۵ میں لکھتے ہیں کہ:-

"بادشاہ شاہجہان نے بھی ہندوستان کی صنعت و حرفت کی اچھی حوصلہ افزائی کی تھی۔ مندرجہ ذیل مثال سے یہ بات ظاہر ہو جائیگی کہ اس زمانہ میں کتنی حسین ململیں بنتی تھیں۔ ایک دن بادشاہ اورنگ زیب کی بیٹی روشن آرا ڈھاکہ کی بنی ہوئی ململ کی بیس پٹ کی ساڑھی پہنے اپنے والد کے سامنے آئی۔ وہ ململ اسقدر باریک تھی کہ بیس پٹ لگانے کے باوجود بھی سکا بدن جوں کا توں نظر آتا تھا۔ اورنگ زیب بڑا ناراض ہوا۔ اور غصّے ہو کر کہنے لگا۔ "میرے سامنے ننگی کیوں آئی ہے؟ میری آنکھوں کے سامنے سے فوراً ہٹ جا" اس سے ناظرین اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اورنگ زیب کے عہد حکومت میں بھی یہاں کیسی باریک اور نفیس ململیں بنتی تھیں"

مشہور مؤرخ ہین

نے بھی تسلیم کیا ہے کہ:-

"سنہ ۱۷۳۵ء تک روئی کے کپڑے کسی خاص صوبے میں ہی بنتے تھے بلکہ سارے ہندوستان میں بنائے جاتے تھے۔ یہاں روئی اسی مقدار میں پیدا ہوتی تھی جس مقدار میں غلّہ پیدا ہوتا ہے۔ بنگال عمدہ اور نفیس ململوں کے لئے مشہور تھا۔ کارومنڈل کے ساحل کا ملک عمدہ چھینٹوں کے لئے مشہور تھا۔ سورت کے مضبوط اور پائیدار کپڑے کے لئے خاص شہرت تھی۔ مچھلی پٹّم میں بہت اچھے رومال بنتے تھے۔ دریائے کرشنا کے کنارے کے علاقے میں اعلیٰ درجہ کے رنگ تیار ہوتے تھے۔ چھینٹوں کے تیار کرنے میں مچھلی پٹّم کی بڑی ناموری تھی۔ لمبے کپڑے اور چھوٹے کوٹ مدراس سے آتے تھے۔ ان کے علاوہ ہندوستان کا بنا ہوا اور کئی قسم کا کپڑا یورپ اور ایشیا کے بازاروں میں مشہور تھا"

پھر اسی مؤرخ نے لکھا ہے کہ:-

"ہندوستان کی نہایت ہی ملائم اور باریک ململوں کے بارے میں یورپ کے بہت سے لوگوں کا یہ خیال ہو گیا تھا کہ یہ انسانی ہاتھ سے نہیں بنتیں بلکہ مکڑی جیسے کسی کیڑے کی بناوٹ کا نتیجہ ہوتی ہیں"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور یہ صنعتی کمال کن کی توجہات عالیہ اور کوشش ہائے جلیلہ کا نتیجہ تھا؟ برہمنوں کی؟ راجپوت راجاؤں کی؟ مرہٹوں یا سکھوں کی؟ نہیں نہیں۔ بلکہ ان بزرگ مُسلم ہستیوں کی مساعی حسنہ اور سعی جلیلہ کا جنہیں آج غیر ملکی ظالم اور لٹیرے کہا جاتا ہے۔ یہ شاہانِ اسلام ہی کی طفیل تھا۔ کہ اس زمانہ میں اہلِ یورپ عموماً اور انگریز خصوصاً اگر کسی کپڑے کو شوق کے ہاتھوں لیتے اور رغبت کی نگاہوں سے پسند کرتے تو اس ہندوستان کے ساختہ کپڑے کو۔ ایک وقت تھا کہ بقولِ ایک انگریز مصنف کے :۔

"انگلستان کے بھی لوگ عام طور پر ہندوستان کے بنے ہوئے کپڑے پہنتے لگ گئے ہیں"۔

ڈینئیل ڈِفو نے سنہ ۱۷۰۸ء میں اپنے ایک اخبار میں اس مطلب کا ایک مضمون لکھا تھا کہ :۔

"اہلِ انگلستان ہندوستان کے بنے ہوئے کپڑوں کی خواہش کرتے ہیں ہندوستانی چھینٹوں اور چھپے ہوئے کپڑے پہلے فرش وغیرہ بنوانے کے ہی کام میں آتے تھے۔ مگر اب ہمارے ملک کی شریف زادیاں تک انہیں پہننے لگ گئی ہیں۔ اوروں کا تو ذکر ہی کیا خود انگلستان کی ملکہ بھی چائینا سِلک اور ہندوستان کی چھینٹیں پہننا پسند کرتی ہیں۔ اس وقت چاروں طرف ہندوستانی کپڑا نظر آرہا ہے۔ ہماری نشستگاہوں میں۔ چیمبر میں۔ ہمارے مکانوں کے لگے ہوئے پردوں میں۔ ہمارے بچھونوں اور تکیوں میں۔ ہماری بیوی اور بچوں کی پوشاک میں۔ غرضیکہ چاروں طرف ہندوستان کے بنے ہوئے کپڑے نظر آتے ہیں۔ تقریباً سارے کا سارا کپڑا ہندوستان سے آتا ہے"۔ (بھارت درشن صلہ)

اسی طرح کے اور بھی درجنوں اقتباس دیئے جاسکتے ہیں۔ جن سے اسلامی عہد کے ہندوستان کا ہر رنگ میں دنیا کے دیگر ممالک پر تفوق ظاہر ہوتا ہے۔ مگر عدم گنجائش کے باعث ہم مزید کی گنجائش نہیں دیکھتے۔ خدا نے چاہا تو اس موضوع پر ایک مستقل رسالہ الگ شائع کرینگے ٭

اب ناظرین خود ہی قیاس فرمالیں جس ملک کی صنعت و حرفت اتنے اوج اور کمال کو پہنچی ہو اسکی دولت و حشمت کتنی ہوگی اور اسکے باشندے زر و جواہر میں کھیلتے ہونگے یا نہیں؟ جن کے پاس مال و زر کی اتنی فراوانی ہو ان کی طرز رہائش بود و ماند اور خوراک و پوشاک اور دیگر لوازمات تمدن کا خود ہی اندازہ لگا لیجئے۔ کسقدر شاندار ہونگے۔ رہی ملک کی تعلیمی حالت سو اسکے متعلق کا نگرس کے ہز ماکرنا گاندھی جی کی تقریر کا ایک فقرہ پڑھ لیجئے۔ جس سے اسلامی عہد کی تعلیمی حالت کا اندازہ بھی نہایت آسانی سے لگ سکیگا ٭

گاندھی جی بنارس میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ :۔

"برٹش گورنمنٹ کی آمد سے قبل ملک میں تیس (۳۰) ہزار مدرسے تھے جن میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دو لاکھ طلباء تعلیم پاتے تھے۔ آج حکومتِ دفتری بمشکل تمام چھ ہزار مدرسوں کا حوالہ دے سکتی ہے"۔ (اخبار مسافر آگرہ ۳ر دسمبر ۱۹۲۰ء صفحہ ۵)

قصہ کوتاہ جو ملک جاگیروں، ریاستوں اور علاقوں میں بٹا ہوا تھا مسلمانوں نے اسکو ایک نہایت ہی مضبوط ایمپائر کی شکل دی نہ صرف یہ بلکہ اپنے قدیم وطن یاغستان، افغانستان سمرقند بلخ وغیرہ آزاد علاقوں کو بھی ہندوستان ہی کا ایک حصہ قرار دیکر اسے دنیا کی بہت بڑی طاقت بنا دیا۔ اور خود فاتح اور حکمران ہوتے ہوئے بھی یہ نہ چاہا کہ اس ملک کی دولت وحشمت سے اکیلے ہی شادکام ہوں۔ اور اپنی کوششوں کے شیریں پھل سے ہمیں لذت اندوز ہوں۔ بلکہ اس میں دوسروں کو بھی شریک کیا اور انہیں ہر قسم کی مناسب جاگیریں اموال واملاک دیکر ملک کی نعمتوں سے پوری طرح متمتع ہونے کی اجازت دی۔

الغرض ان علم برداران توحید نے اس ملک کو وطن بنا کر جتنی مدت بھی سلطنت کی۔ ایسی رواداری سے کام لیا کہ دنیا کا کوئی ملک اور قوم اس کا لگا نہیں کھا سکتی۔ رعایا نے سیر چشمی، فیاضی، دریادلی اور سماحت کے وہ وہ مناظر دیکھے کہ اس سے پہلے یقیناً کسی نے کسی ملک اور خطہ میں نہ دیکھے ہونگے۔

منہاج الطالبین

{مندرجہ ذیل اقتباس مولوی علی محمد صاحب کلرک اکونٹس لاہور نے افادہ عام کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی ایک تقریر سے کیا ہے۔ (ایڈیٹر)}

نیکی

تعریف:۔ نیکی وہ اعمال ہیں جن سے انسانی روح کو اتنی صحت حاصل ہو جائے۔ کہ وہ رویت الٰہی کے قابل ہو جائے۔

اقسام:۔ (۱) دل کی نیکی (یہ اصل ہے) (۲) زبان کی نیکی (۳) جوارح کی نیکی۔

حالتیں:۔ **اوّل**۔ ثواب کی خواہش سے نیکی کرنا۔ **دوسرے** بطور فرض نیکی کرنا کہ خدا کا حکم ہے۔ **تیسرے**۔ نیکی کو نیکی کی خاطر کرنا۔ **چوتھے**۔ نیکی کو بطور عادت کرنا۔ **پانچویں**۔ نیکی میں ہی اپنی خوشی پانا۔ **چھٹے**۔ دنیا میں نیکی پھیلانے کی کوشش کرنا۔ **ساتویں**۔ نیکی مجسم ہو جانا اور نیکی پھیلانے کو اپنا مقصد وحید قرار دے لینا یعنی ملائکہ کی طرح ہو جانا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس کے اوپر اور بھی درجے ہیں مگر وہ کسبی نہیں بلکہ وہبی ہیں یعنی نبوت کے مدارج

اخلاق اور روحانیت میں فرق } وہی صفات جب بندوں کے متعلق استعمال ہوں تو اخلاق کہلاتی ہیں اور جب خدائے تعالیٰ کے متعلق استعمال ہوں۔ تو وہ روحانیت کہلاتے ہیں

نیکیاں کون کون سے اعمال ہیں } **پہلی قسم کی ذاتی نیکیاں** (۱) شجاعت بہادری (۲) چستی (۳) علم سیکھنا۔ (۴) تواضع (۵) غیرت (۶) حسن ظنی (۸) دلی خیر خواہی (۹) محنت (۱۰) حیا (۱۱) رحم دلی (کسی کو تکلیف میں دیکھ کر مدد دینے کا خیال پیدا ہو (۱۲) استقلال (۱۳) وقار (۱۴) بلند ہمتی (۱۵) صبر (۱۶) حریت (۱۷) شکر قلبی (۱۸) تحقیق حق (۱۹) کسی کی خوبی کا دلی اعتراف (۲۰) رافت (کسی کی تکلیف کو دیکھ کر دکھ محسوس کرنا (۲۱) اپنے حق کی خاطر مقابلہ کرنے کی قوت (۲۲) استباق کی قوت (یعنی نیکیوں میں دوسروں سے آگے بڑھنے کی طاقت (۲۳) اپنی ہزیمت اور شکست کو دور کر نیکی کوشش کرنا (۲۴) چوکس رہنا (۲۵) اقرار حق (۲۶) قوت برداشت (۲۷) جفاکشی کا عادی ہونا (۲۸) جرأت۔ (۲۹) نیکی سے محبت (۳۰) لوگوں کی مدد کی خواہش (۳۱) سادہ زندگی بسر کرنا (۳۲) اپنی عزت کی حفاظت کرنا (۳۳) دوسروں کی خوبیوں کا اقرار کرنا (۳۴) ہر بات میں میانہ روی اختیار کرنا وغیرہ وغیرہ *

دوسرے وہ نیکیاں جو دوسروں سے تعلق رکھتی ہیں (ا) فرشتوں سے تعلق رکھنے والی نیکیاں (۱) ذکر الٰہی (۲) طہارت ظاہری (ب) انسانوں سے تعلق رکھنے والی نیکیاں (۱) عدل (۲) احسان (۳) احسان کا شکریہ (۴) صفائی پسندی (۵) سخاوت (۶) وفاداری (۷) رحم کرنا عملاً (۸) دوستانہ (۹) حلم (کسی کی غلطی کو اسکے نیک پہلو کو مدِّ نظر رکھکر چھوڑ دینا (۱۰) ایثار (۱۱) قرض روپیہ دینا (۱۲) صدقہ (۱۳) تعاون (۱۴) دیانت (۱۵) صلح جوئی (۱۶) عفو (کسی کو قصور وار سمجھ کر معاف کر دینا (۱۷) عہد کی پابندی (۱۸) گرے ہوؤں کو بلند کرنے کی کوشش کرنا (۱۹) دوسروں کا اعزاز و اکرام کرنا (۲۰) ادب کرنا (بڑوں کا) (۲۱) صلح کرانا (۲۲) اخوت (۲۳) رازداری (۲۴) بشاشت وغیرہ وغیرہ

تیسری قومی نیکیاں۔ (۱) زکوٰۃ دینا (۲) قومی ضروریات کے لئے چندہ دینا (۳) مہمان نوازی کرنا (۴) خدمت قومی کرنا (۵) اطاعت حکام (۶) حکام سے تعاون کرنا (۷) حفاظت ملک کرنا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۸) ذمہ داری کا احساس (۹) غلطی پر خوشی سے سزا برداشت کرنا (۱۰) نیکیوں کو پھیلانا (۱۱) دشمنانِ قوم سے اجتناب کرنا (۱۲) قومی عزت کی حفاظت کرنا۔ (۱۳) تجارت میں ایمانداری اور دیانتداری اختیار کرنا (۱۴) تعلیم دینا (۱۵) تربیت کرنا وغیرہ وغیرہ ٭

چوتھی وہ نیکیاں جو خدا سے تعلق رکھتی ہیں (۱) ایمان میں کامل ہونا (۲) محبت الٰہی (۳) اعمال شریعت و عبادات و معاملات کو پورا کرنا۔ (۴) رجا یعنی خدائے تعالیٰ پر امید رکھنا (۵) خوف الٰہی یعنی خدائے تعالیٰ کی عظمت سے خوف رکھنا۔ (۶) دلی پاکیزگی (۷) توکل یعنی کوشش کے باوجود یہ احساس رکھنا کہ کامیابی خدائے تعالیٰ کی طرف سے ہوگی (۸) اخلاق حسنہ (عہد کی پابندی) (۹) عقاید باطلہ کا رد کرنا (۱۰) اگر اللہ تعالیٰ کی شان میں کوئی بے ادبی کرے تو اسے سمجھانا (۱۱) تبلیغ حق وغیرہ وغیرہ ٭

دوسرا سوال۔ یعنی وہ مواقع جنمیں اعمال کو برتا یا ترک کیا جائے۔ (۱) اللہ تعالیٰ کے حقوق کو جب تک مجبور نہ ہو ترک نہ کرے (۲) دوسرے کے متعلق کوئی ایسی بات نہ کرے جس کا ویسے ہی حالات میں کرنا اپنے لئے پسند نہ کرتا ہو۔ (۳) افراط تفریط کا خیال رکھے۔ (۴) انسان اس رنگ میں عمل کرے کہ خدائے تعالیٰ کی صفت کے ظہور سے ویسا ہی رنگ پیدا ہو جائے۔ وغیرہ وغیرہ ٭

تیسرا سوال۔ کس طرح معلوم ہو کہ کونسی بدیاں انسان کے اندر پائی جاتی ہیں۔

ذریعے۔ (۱) محاسبہ نفس (۲) اپنے کسی گہرے اور دلی دوست سے کہے کہ وہ اس کے نفس کا مطالعہ کرے (۳) جو عیب اسے دوسروں میں نظر آتے ہوں ان کے متعلق دیکھے کہ وہ مجھ میں تو نہیں پائے جاتے (۴) اس سے بھی بڑھ کر ایک اور بات ہے۔ وہ یہ کہ دیکھے کہ دشمن اس پر کیا عیب لگاتے ہیں اور پھر سوچے کہ وہ عیب اس میں پائے جاتے ہیں یا نہیں؟ (۵) تلاوت قرآن کریم میں خداوند کریم نے جو پہلی قوموں کے عیب بیان کیئے ہیں۔ ان پر غور کرے ایسے ہی نیکیوں پر بھی۔ وغیرہ وغیرہ ٭

گناہ

گناہ کی تعریف:۔ گناہ وہ عمل ہے کہ جس سے انسان کی روح بیمار ہو جاتی ہے۔ اور رؤیت الٰہی کے قابل نہیں رہتی۔

" کے اقسام:۔ (۱) دل کا گناہ۔ یہ اصل گناہ ہے (۲) زبان کا گناہ (۳) جوارح یعنی ہاتھ پاؤں اور دوسرے اعضاء کا گناہ ٭

" اسباب:۔ (۱) جہالت یا عدم علم۔ اس کے مندرجہ ذیل اسباب ہیں۔ (۱) لالچ (۲) غصہ (۳) سخت ضرورت (۴) خرابیٔ صحت (۵) سخت محبت (۶) سخت خوف (۷) انتہائی امید (۸) سخت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مایوسی (۹) ضد (۱۰) خواہش کی زیادتی (۱۱) خواہش کی کمی (۱۲) ورثہ کے خیالات ÷

(۲) صحبت کا اثر۔ (۱) ماں باپ کی طرف سے (۲) رشتہ داروں کی طرف سے (۳) کھیلنے والوں کی طرف سے (۴) اُستادوں کی طرف سے (۵) قومی رسوم سے ÷

(۳) غلط علم۔ (۱) ایسی باتوں کو انسان علم سمجھ لیتا ہے جو علم نہیں ہوتیں (۲) ایسے اصول پر عمل کرتا ہے جو غلط ہوتے ہیں ÷

(۴) عادت۔ اس کی وجہ بھی زیادہ تر صحبت ہی ہوتی ہے ÷

(۵) سُستی اور غفلت ÷

(۶) عدم موازنہ مثلاً (۱) محبت کے جذبہ میں ماں کی نسبت بیوی کو مقدم کر لینا (۲) ایک نبی یا مامور یا خلیفہ کے مقابلہ میں پیر کو ترجیح دینا وغیرہ وغیرہ ÷

(۷) زمانہ کے خیالات کی مخفی رَو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی مجلس میں بیٹھتے تو ستر بار استغفار پڑھتے۔

گناہ آلودہ حالتیں۔ پہلی حالت۔ انسان گناہ کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ مگر کبھی کبھی اس سے سرزد ہو جاتا ہے۔

دوسری حالت۔ گناہ کو بُرا تو سمجھتا ہے مگر اکثر لالچوں کا مقابلہ نہیں کر سکتا اور گناہ میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

تیسری حالت۔ انسان گناہ کو بُرا تو نہیں سمجھتا مگر گناہ کی خواہش بھی نہیں ہوتی یعنی اگر موقع پیش آ جائے تو گناہ سے نفرت نہیں کرتا۔

چوتھی حالت۔ انسان گناہ کو پسند کرتا ہے مگر اس میں حیا کا مادہ ہوتا ہے۔ اس لئے پوشیدہ گناہ کرتا ہے۔ اور اگر گناہ سے رُکتا ہے تو عادت یا رسم کی وجہ سے رُکتا ہے۔

پانچویں حالت۔ انسان عادت اور رسم کو توڑ کر گناہ کے ارتکاب پر دلیر ہو جاتا ہے۔ اور گناہ کو پسند کرتا ہے۔

چھٹی حالت۔ انسان دوسروں کو بدی کی ترغیب دیتا ہے۔ اور اسے اچھا قرار دیتا ہے۔

ساتویں حالت: انسان شیطان کا بروز ہو جاتا ہے۔ اور اس کا مقصد بدی پھیلانا ہو جاتا ہے۔

گناہ کے سلسلہ کو روکنے کے اسباب (۱) بچہ کی پیدائش پر اذان دی جائے (۲) بچے کو صاف رکھا جائے پیشاب پاخانہ فوراً صاف کر دیا جائے (۳) غذا کے وقت مقرر کر کے ان کے مطابق غذا دی جائے اور غذا کے اوقات عمر کے لحاظ سے مختلف ہوتے چاہئیں (۴) مقررہ وقت پر پاخانہ کی عادت ڈالی جائے (۵) غذا اندازہ کے مطابق دی جائے (۶) قسم قسم کی خوراک دی جائے مثلاً گوشت ترکاریاں پھل وغیرہ۔ (۷) جب بچہ ذرا بڑا ہو تو کھیل کود کے طور پر اس سے کام لینا چاہیئے (۸) بچہ کو عادت ڈالی جائے کہ وہ اپنے نفس پر اعتبار کرے۔ مثلاً اگر ایک چیز موجود ہو تو چھپائی نہ جائے بلکہ کہا جائے کہ کھانے کے وقت پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ملیگی (۹) بچہ سے زیادہ پیار نہیں کرنا چاہیئے۔ (۱۰) ماں باپ کو چاہیئے کہ ایثار سے کام لیں یعنی جو چیز بچہ کو بیماری وغیرہ کی وجہ سے نہ دینی ہو وہ گھر میں ہی نہ لائیں۔ (۱۱) بیماری میں بچہ کے متعلق بہت احتیاط کرنی چاہیئے (۱۲) بچہ کو ڈراؤنی کہانیاں نہیں سنانی چاہیئیں۔ (۱۳) بچہ کو اپنے دوست خود نہ چننے دیئے جائیں بلکہ والدین چنیں۔ (۱۴) بچہ کو اس کی عمر کے مطابق ذمہ واری کے کام دیئے جائیں (۱۵) بچہ کے دل میں یہ بات ڈالنی چاہیئے کہ وہ نیک ہے اور اچھا ہے۔ (۱۶) بچہ میں ضد کی عادت پیدا نہیں ہونی دینی چاہیئے۔ (ا) بچہ کو کسی دوسرے کام پر لگا دیا جائے۔ (ب) ضد کی وجہ معلوم کرکے اس کو دور کر دینا چاہیئے۔ (۱۷) بچہ سے ادب سے کلام کرنا چاہیئے۔ (۱۸) بچہ کے سامنے جھوٹ نہ بولا جائے اور تکبر اور ترش روئی نہیں کرنی چاہیئے (۱۹) بچہ کو ہر قسم کے نشہ سے بچایا جائے (۲۰) بچہ کو علیحدہ بیٹھ کر کھیلنے سے روکنا چاہیئے۔ (۲۱) ننگا ہونے سے روکنا چاہیئے (۲۲) بچہ کو عادت ڈالنی چاہیئے کہ وہ اپنی غلطی کا اقرار کرے۔ (۲۳) بچہ کو کچھ مال کا مالک بنانا چاہیئے۔ اس سے بچہ میں یہ صفات پیدا ہوتی ہیں (ا) صدقہ دینے کی عادت۔ (ب) کفایت شعاری (ج) رشتہ داروں کی مدد کرنا۔ (۲۴) بچوں کو کوئی مشترکہ چیز لے دینی چاہیئے۔ مثلاً کوئی کھلونا۔ اس سے سب کھیلو اور کوئی خراب نہ کرے۔ (۲۵) بچوں کو تہذیب کے آداب و قواعد سکھانے چاہیئیں (۲۶) بچوں کی ورزش اور جفاکش بنانے کا خیال رکھا جائے ٭

تربیت یافتہ بچوں کی شناخت کے معیار (۱) ذاتی طور پر بااخلاق ہو اور اس میں روحانیت ہو۔ یعنی (ا) جب بچہ بڑا ہو تو امور شرعیہ کی لفظاً عملاً و عقیدتاً پابندی کرے۔ (ب) قوت ارادی مضبوط ہو تا آئندہ فتنہ میں نہ پڑے۔ (ج) ضرورت زندگی کا خیال رکھنا اور جان بچانے کی قابلیت رکھنا (د) اپنے اموال و جائداد بچانے کی قابلیت کا ہونا اور اس کے لئے کوشش کرنا ٭

(۲) دوسروں کو ایسا بنانے کی قابلیت رکھتا ہو (ا) اخلاق کا اچھا نمونہ پیش کرے (ب) دوسروں کی تربیت اور تبلیغ میں حصہ لے (ج) اپنے ذرائع کو ضائع نہ کردے۔ بلکہ اچھی طرح استعمال کرے جس سے جماعت و دین کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچے ٭

(۳) قانون سلسلہ کے مطابق چلنے کی طاقت رکھتا ہو یعنی (ا) اپنی صحت کا خیال رکھنے والا ہو (ب) جماعتی اموال و حقوق کا محافظ ہو (ج) کوئی کام ایسا نہ کرے جس سے دوسروں کو نقصان پہنچے (د) قومی جزا سزا کی برداشت کرنے کے لئے تیار ہو ٭

(۴) اللہ تعالیٰ سے خاص محبت رکھتا ہو جو سب محبتوں پر غالب ہو (ا) کلام الٰہی کا شوق و ادب ہو (ب) خدائے تعالیٰ کا نام اسے ہر حالت میں مؤدب اور ساکن بنا دے (ج) دنیا میں رہتے ہوئے دنیا سے الگ رہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(د) خدا کی محبّت کے علامات اس کے وجود میں پائے جائیں ÷

گناہ میں مبتلا ہونیکے بعد اس سے بچنے کے علاج } (۱) بدیوں کا علم اور نیکیوں کی خبر ہو (۲) اسے معلوم ہو کہ بدیوں سے اجتناب اور نیکیوں پر عمل کرنے کے مواقع کیا کیا ہیں (۳) یہ معلوم ہو کہ کونسی بدیاں میرے اندر ہیں ÷

بدیوں کے اقسام - اوّل - وہ بدیاں جو ذاتی ہوں جن کا اثر انسان کے اپنے نفس پر ہی پڑتا ہو (۱) تکبّر (۲) سفلہ پن (۳) جلد بازی (۴) بدظنی (۵) ناجائز محبّت (۶) کینہ (۷) بُزدلی (۸) حسد (۹) بے صبری (۱۰) کم ہمتی (۱۱) چاپلوسی (۱۲) ناشکری (۱۳) بے استقلالی (۱۴) سُستی (۱۵) غفلت (۱۶) حق کا انکار (۱۷) حق کے اقرار کی جرأت کا فقدان (۱۸) ناجائز نزاکت (۱۹) جہالت (۲۰) حرص (۲۱) ریاء (۲۲) بدخواہی (۲۳) ہمّت ہار بیٹھنا (۲۴) بدی سے محبّت (۲۵) نشہ کا استعمال (۲۶) دوسروں کو حقیر سمجھنا (۲۷) دلی عداوت (۲۸) دوسروں پر بے اعتباری کرنا (۲۹) طمع (۳۰) حد سے زیادہ غم کرنا (۳۱) حد سے زیادہ خوشی کرنا (۳۲) بے تعلّق باتوں میں دخل دینا (۳۳) ہلکا پن (۳۴) سنگدلی (۳۵) دوسروں کی ایذا رسانی میں لذّت محسوس کرنا (۳۶) اسراف (۳۷) خودکُشی (۳۸) وہ جھوٹ جس میں کسی کا نقصان نہ ہو ÷

دوسرے - وہ بدیاں جو دوسروں سے تعلّق رکھتی ہیں یعنی ان کا اثر انسان کے اپنے نفس پر ہی نہیں پڑتا بلکہ دوسروں پر بھی ان کا اثر ہوتا ہے (۱) بے ادبی (۲) ناجائز اظہار محبّت (۳) بے وفائی (۴) چھچھورا پن یعنی جلد غصّہ ہو جانا (۵) گالیاں دینا (۶) لعنتیں ڈالنا (۷) بددُعا (۸) خیانت (۹) افشائے راز (۱۰) چغل خوری (۱۱) بشاشت سے نہ ملنا (۱۲) ناواجب طرفداری (۱۳) دھوکا بازی (۱۴) بخل (۱۵) ظلم (۱۶) ظاہری ناشکری (۱۷) غلاظت (۱۸) غفلت (۱۹) جھگڑا (۲۰) فساد (۲۱) شور مچانا (۲۲) ایذا رسانی (۲۳) جبر (۲۴) ڈاکہ (۲۵) فسق (۲۶) چوری (۲۷) مار پیٹ (۲۸) فحز بے جا (۲۹) بہتان لگانا (۳۰) غیبت کرنا (۳۱) عیب چینی (۳۲) عیب لگانا (۳۳) تحقیر کرنا (۳۴) نام دھرنا (۳۵) استہزاء کرنا (۳۶) مُنہ چڑانا (۳۷) منصوبہ بازی کرنا (۳۸) تعذیب یعنی بجائے سزا کے دُکھ دینا (۳۹) غصّہ ہونا (۴۰) انتقام میں شدّت (۴۱) رشوت لینا (۴۲) رشوت دینا (۴۳) سُود لینا (۴۴) سُود دینا ÷

بدیوں کے اقسام :- وہ بدیاں جو انسانوں کے علاوہ دوسری مخلوق سے تعلّق رکھتی ہیں (۱) بدبودار چیزوں کا استعمال کرنا (۲) بلاوجہ گھر میں کُتّا رکھنا ÷

وہ بدیاں جو جانوروں سے تعلّق رکھتی ہیں (۱) جانوروں کو بلاوجہ مارنا (۲) جانوروں سے زیادہ کام لینا (۳) جانوروں کو کھانا کم دینا (۴) بیمار جانوروں کا علاج نہ کرنا (۵) جانوروں کی تعذیب - داغ دینا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سوائے پیٹھ کے دوسری جگہ) (۶) جانوروں کی سردی گرمی کا خیال نہ رکھنا (۷) جانوروں کے شہوانی جذبات کا خیال نہ رکھنا (۸) اولاد کی وجہ سے دکھ دینا*

تیسری قسم کی بدیاں - قومی بدیاں ہیں جو قوم کی حیثیت کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے بدی کہلاتی ہیں :-

(۱) فحش کی اشاعت کرنا (۲) قومی فوائد پر اپنے نفسانی فوائد کو ترجیح دینا (۳) فسق و فجور (۴) قومی فرائض کی ادائیگی میں سُستی کرنا (۵) تربیت اولاد کی طرف توجہ نہ کرنا (۶) تعلیم اولاد کی طرف توجہ نہ کرنا (۷) غلاظت سے پرہیز نہ کرنا (۸) ذمہ داری کے احساس کا فقدان (کمی) (۹) کام یا ذمہ داری کو پورا نہ کرنا اور نقصان ہو جانے کی صورت میں برداشت نہ کرنا خواہ غلطی سے کام نہ کیا ہو یا جان بوجھ کر (۱۰) بغاوت (۱۱) جماعداری کے جذبہ کا نہ ہونا (۱۲) تجارت میں فریب کرنا (۱۳) کارکنوں پر بے تعلق آدمیوں کے سامنے نکتہ چینی کرنا (۱۴) بغیر کسی کا نام لئے قوم کی عام بدی کا اعلان کرنا (۱۵) قومی اغراض میں مدد دینے سے دریغ کرنا (۱۶) جن لوگوں سے قوم کو نقصان پہنچا ہو ان سے دوستی اور تعلق رکھنا (۱۷) حکومت یا جماعت کے کارکنوں سے تعاون نہ کرنا (۱۸) اطاعت کی کمی*

چوتھی قسم کی بدیاں جو خدائے تعالیٰ سے تعلق رکھتی ہیں - (۱) بلا وجہ قسم کھانا (۲) مایوسی (۳) دل میں گندگی جمع کرنا (۴) احکام شریعت کا انکار (۵) عقاید باطلہ مثلاً شرک وغیرہ (۶) عقاید حقہ کا انکار (ا) خدائے تعالیٰ کا (ب) فرشتوں کا (ج) رسولوں کا (د) الہام کا (س) بہشت کا (ص) دوزخ کا (۷) احکام شریعت کا توڑنا (خواہ وہ عبادت کے متعلق ہوں یا تمدّن کے) (۸) خدائے تعالیٰ سے محبّت میں کمی (۹) خدائے تعالیٰ اور رسول صلعم کی بے ادبی (۱۰) جس قدر بدیاں دوسروں سے تعلق رکھتی ہیں وہ خدائے تعالیٰ کے متعلق بھی ہیں*

وہ مواقع جن پر اعمال کو برتا یا ترک کیا جائے (۱) خدائے تعالیٰ کے حقوق کو جب تک مجبور نہ ہو ترک نہ کرے۔ (۲) دوسرے کے متعلق کوئی ایسی بات نہ کہے جس کا ویسے ہی حالات میں اپنے لئے کرنا پسند نہ کرتا ہو (۳) افراط تفریط کا خیال رکھے (۴) انسان اس رنگ میں عمل کرے کہ خدائے تعالیٰ کی صفت کے ظہور سے ویسا ہی رنگ پیدا ہو جائے*

کس طرح معلوم ہو کہ کونسی بدیاں انسان کے اندر پائی جاتی ہیں ذرائع معلوم کرنے کے (۱) محاسبہ نفس (۲) اپنے کسی گہرے اور دلی دوست سے کہے کہ وہ اس کے نفس کا مطالعہ کرے (۳) جو عیب اسے دوسروں میں نظر آتے ہوں ان کے متعلق دیکھے کہ مجھ میں تو نہیں پائے جاتے (۴) اس سے بڑھ کر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک اور بات ہے وہ یہ کہ دیکھے کہ دشمن اس پر کیا عیب لگاتے ہیں اور پھر سوچے کہ وہ عیب اس میں پائے جاتے ہیں یا نہیں؟ (۵) قرآن کریم نے جو پہلی قوموں کے عیب بیان کئے ہیں تلاوت کرتے وقت ان پر غور کرے ایسا ہی نیکیوں پر بھی÷

جو بدیوں کا علم ہونے پر بھی انہیں نہیں چھوڑ سکتے ان کا علاج

(۱) استغفار کرے (۲) انسان اپنے اندر معرفت الٰہی پیدا کرے یعنی صفات الٰہیہ کو اپنے دل پر جاری کرے (۳) نیکی اور بدی کرنے والوں کے انجام پر غور کرے (۴) توبہ کرے (ا) پہلے گناہوں پر ندامت کرے (ب) جو فرائض ادا کرنے رہ گئے ہوں مثلاً حج ان کو ادا کرے (ج) جو گناہ خدائے تعالیٰ نے چھپا دیئے ہوں ان کے علاوہ جس جس کے گناہ کیئے ہوں ان سے معافی مانگے (د) جن کو اس سے نقصان پہنچا ہو ان کے ساتھ احسان کرے (ر) آئندہ گناہ نہ کرنے کا عہد کرے (س) نفس کو نیکی کی طرف راغب کرے۔ (۵) انسان تخلقوا باخلاق اللّٰہ کی حالت پیدا کرے÷

بعض اور اصولی علاج

پہلے علمی طور پر معلوم کرے کہ اسے کیا بیماری ہے۔ اس کے لئے وہ پہلے اپنے دل سے یہ سوال کرے کہ وہ کس بات کی کوشش کر رہا ہے۔ اسکے دو جواب ہیں (۱) دل کی پاکیزگی (۲) اعمال کی اصلاح۔ اور دل خدائے تعالیٰ کی محبت سے تعلق رکھتا ہے۔ اور دل کی کمزوری کے یہ معنی ہیں کہ صحیح محبت کا مادہ مفقود ہو گیا ہے۔ جسکے پیدا کرنے کے یہ سامان ہیں۔ (۱) حسن (۲) احسان۔ اور جس کے دل میں خدائے تعالیٰ کے حُسن اور احسان پر غور کر کے بھی محبت پیدا نہیں ہوتی۔ اس کے لئے مندرجہ ذیل علاج ہیں (۱) ظاہری طور پر خشوع اور خضوع پیدا کرے (کیونکہ ظاہر کا باطن پر اثر پڑتا ہے) (۲) ماں باپ۔ بیوی بچوں سے پیار میں زیادتی کرے÷

اعمال کی اصلاح کے علاج

وجہ۔ انسان کا ارادہ پر قبضہ نہیں رہتا جو دل میں انانیت ہوتی ہے وہ کمزور ہو جاتی ہے اس کے مضبوط کرنے کے طریق:۔

(۱) قوّت بقاء کو مضبوط کرے۔ یہ ایک طبعی تقاضا ہے اور فکر سے جلدی بڑھ سکتا ہے÷

(۲) اقتنا کی خواہش کو مضبوط کرے۔ یعنی سوچے کہ جو چیز میرے مقاصد میں حائل ہو گی مَیں اسکو پیس ڈالونگا÷

(۳) جذب کی طاقت کو مضبوط کرے۔ سوچے کہ جن چیزوں کی مجھے ضرورت ہے وہ مَیں ضرور لونگا جن چیزوں کا حاصل ہونا مشکل نظر آئے ان کے متعلق یہ احساس دل میں بار بار قائم کرے÷

(۴) قوّت مقابلہ کو مضبوط کرے۔ یعنی یہ خیال کرے کہ جو چیزیں مضر ہونگی انکا مَیں مقابلہ کرونگا÷

(۵) استقلال کی طاقت کو مضبوط کرے۔ (۶) مصلحت (۷) احتیاط۔ ہوشیاری۔ دُور اندیشی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۸) اپنی طمع سے نفرت کرے۔ اگر کوئی کرے تو اسے روک دے (۹) عزّت نفس کی طاقت کو پیدا کرے یعنی انسان ہر قسم کی ذلّت اور شرمندگی کے برداشت سے انکار کرے (۱۰) وقار (۱۱) اُمید کی طاقت کو بڑھائے (۱۲) خوش مزاجی

(۲) اگر ارادہ ہی کمزور ہو تو (۱) انسان ظاہری طور پر تصنع کرے (۲) کامل توجہ یعنی انسان خیالات کو ایک ہی رَو میں چلائے اور اپنے دل سے خدائے تعالیٰ کے سوائے باقی سب چیزوں کے خیالات مٹادے

(۳) ———— قوّتِ ارادی کا استعمال ہے۔ ارادہ کرے کہ میں اس کام کو کرتا ہی چلا جاؤنگا۔ اور کسی روک کی پرواہ نہ کرونگا۔ اور اسکو مضبوط کرنے کے لئے مندرجہ ذیل نسخہ ہے جسمیں قرآن مجید اور احادیث کی چودہ دوائیں پڑتی ہیں:-

(۱) انسان اس آیت کو ورد میں لائے۔ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون۔
(۲) " " " کے مضمون پر غور کرے۔ لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم۔
(۳) " " " " نحن اقرب الیہ من حبل الورید۔
(۴) " " " " " وللہ العزّة ولرسولہ وللمؤمنین ولکن المنافقین لا یعلمون۔
(۵) " " " " ان عبادی لیس لک علیھم سلطان۔
(۶) " " " " لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون۔
(۷) " " " " نحن اولیٰئکم فی الحیٰوة الدنیا وفی الاٰخرة۔
(۸) " " " " ولا تایئسوا من روح اللہ انہ لا ییئس من روح اللہ الا القوم الکٰفرون
(۹) " " " " یا ایتھا النفس المطمئنة ارجعی الیٰ ربک راضیة مرضیة
فادخلی فی عبادی وادخلی جنّتی۔
(۱۰) " " " " یوضع لہ القبول۔
(۱۱) " " " " وسخر لکم ما فی السمٰوات وما فی الارض جمیعًا منہ ان فی
ذالک لاٰیات لقوم یتفکرون۔
(۱۲) " " " " محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم
(۱۳) " " " " کونوا مع الصادقین۔
(۱۴) " " " " وما جعلنا لبشر من قبلک الخلد افان مت فھم الخالدون۔

(۴) چوتھا علاج ارادہ کو مضبوط کرنے یا اس کے رستہ سے روکیں دور کرنے کا یہ ہے کہ جس بدی یا کمزوری کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دور کرنا ہو اس پر پورا زور صرف کرے ٭

(۵) پانچواں علاج جو نیک خصلت پیدا کرنی ہو اسکی عادت ڈالے یا جس خصلت کو چھوڑنا ہو اسکے اُلٹ کرے مثلاً اگر غصہ پیدا ہو تو نرمی کی عادت ڈالے ٭

(۶) چھٹا علاج - فکر اور تأنی کی عادت ڈالے - جلد بازی سے بچے اس سے جو عادات پہلے پڑ چکی ہونگی ان سے محفوظ ہو جائیگا

(۷) ساتواں علاج - جس بات کے کرنے یا چھوڑنے کا ارادہ ہو اسکی پوری حقیقت کو ذہن میں لانے کی کوشش کرے ٭

(۸) آٹھواں علاج - جو باتیں جائز ہوں اور انکی طرف اسے رغبت ہو انہیں بعض موقعوں پر ترک کر دینا چاہئیے تاکہ مرضی کے خلاف کرنے کی عادت پڑے ٭

(۹) نواں علاج - اپنے نفس کا بار بار مطالعہ کرے - جس طرح ایک حکیم اپنے مریض کو بار بار دیکھتا ہے ٭

(۱۰) دسواں علاج - مقصد بلند رکھے درمیانی حالت پر قانع نہ ہو جائے - مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ بلند خواہشات بھی جائز ہو گئیں ٭

دُعا - اس کوشش کے علاوہ ایک دُعا کا گُر ہے کہ انسان دُعا کرے کہ الٰہی میں اپنی طرف سے کوشش کرتا ہوں آگے مدد آپ نے دینی ہے ٭

ایک اور علاج - اگر ان اصولوں پر عمل کرنے کے باوجود نیک اعمال میں ترقی نہ ہو اور انسان بُرائیوں سے نہ بچ سکے - تو اسے سمجھنا چاہئیے - کہ اسے روحانی بیماری نہیں بلکہ جسمانی بیماری ہے - ایسی حالت میں اسے ڈاکٹروں سے مشورہ لینا چاہئیے - اور اگر یہ بات میسر نہ ہو تو یہ چار باتیں کرے (۱) ورزش (۲) دماغی کام چھوڑ دے (۳) عمدہ غذا کھائے (۴) اپنا دل خوش رکھنے کی کوشش کرے ٭

وہم سے بچنا چاہیئے - یہ بھی یاد رکھنا چاہئیے کہ بسا اوقات امراض روحانی وہم سے بھی پیدا ہو جاتی ہیں پس وہم میں نہ پڑنا چاہئیے دوسری بات یہ یاد رکھو جو قومی طور پر بھی ضروری ہے کہ اشاعت فحش نہ ہو مثلاً یہ کہنا کہ یہاں کے سب لوگ بدمعاش اور دوسروں کا حق مارنے والے ہیں ٭ اگر کوئی ایسا کرتا ہو تو اسے کہنا چاہئیے - کہ جس میں یہ عیب یا نقص پایا جاتا ہے اسکا نام لو اور پھر ایسے امر کو اولی الامر تک پہنچانا چاہئیے - تاکہ وہ تحقیقات کے بعد اصلاح کی کوشش کرے ٭

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک دُعا

فرمایا - میں کیا کروں اور کہاں سے ایسے لفظ لاؤں جو اس گروہ یعنی جماعت احمدیہ کے دلوں پر کارگر ہوں - خدایا مجھے ایسے الفاظ عطا فرما اور ایسی تقریریں الہام کر جو انکے دلوں پر اپنا نور ڈالیں - اور اپنی تریاقی خاصیت سے انکے زہر کو دور کر دیں - میری جان اس شوق سے تڑپ رہی ہے - کہ کبھی وہ دن ہو کہ اپنی جماعت میں کثرت سے ایسے لوگ دیکھوں - جنہوں نے درحقیقت جھوٹ چھوڑ دیا اور ایک سچا عہد اپنے خدا سے کر لیا کہ وہ ہر ایک شر سے اپنے تئیں بچائینگے اور تکبر سے جو تمام شرارتوں کی جڑ ہے بالکل دور جا پڑینگے اور اپنے رب سے ڈرتے رہینگے - دُعا کرتا ہوں اور جبتک مجھ میں دم زندگی ہے کئے جاؤنگا اور یہی دعا ہے کہ خدا تعالیٰ میری اس جماعت کے دلوں کو پاک کر دے اور اپنی رحمت کا ہاتھ لمبا کر کے انکے دل اپنی طرف پھیر دے اور تمام شرارتیں اور کینے انکے دلوں سے اُٹھا دے اور باہم سچی محبت عطا کر دے - اور میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ دُعا قبول ہو گی اور خدا میری دُعاؤں کو ضائع نہیں کریگا ٭

دُعا کا طالب خاکسار علی محمد حنفی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قرآن مجید میں کوئی اختلاف نہیں

اخبار "پرکاش" لاہور، اپنی ۱۳ر جولائی کی اشاعت میں، "قرآن میں اختلاف" کے عنوان سے لکھتا ہے: "قرآن کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اس میں تضاد اور اختلاف نہیں، لیکن تحفظِ ناموس قرآن کے مُدعی قادیانیوں کے رسالہ ریویو آف ریلیجنز نے اپنی دسمبر سنہ ۱۹۲۹ء کی اشاعت میں بقول "نور افشاں" ۴ر جولائی سنہ ۱۹۳۰ء "قرآن کے پورے دس اختلافات بطور مثال گنائے ہیں، جو حسب ذیل ہیں"

لیکن افسوس کہ اِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا ایسے سنہری اور معقول اصول کو اڈیٹر صاحب پرکاش نے نظر انداز کر دیا ورنہ اگر وہ رسالہ مذکور کو خود پڑھنے کی تکلیف گوارا کرتے تو انہیں معلوم ہو جاتا، کہ اس میں، قرآن کا قطعاً کوئی اختلاف مذکور نہیں ہے، بلکہ وہاں ان لوگوں کو، ملزم کرنے کے لئے، کہ جو اپنی لاعلمی و جہالت یا دھوکہ دہی کی نیت سے، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام میں بزعم خود اختلاف بتا کر یہ نتیجہ نکالنا چاہتے ہیں، کہ نعوذ باللہ حضرت اقدسؑ مجنون تھے، جبھی انہیں اپنے خیالات پر قابو نہ تھا، یہ کہا گیا ہے، کہ اگر محض کسی دشمن کے خیال میں، کسی کے کلام میں، اختلاف نظر آنے سے اس کا مجنون ہونا لازم آجاتا ہے، تو پھر اس رو سے آنحضرت صلعم بھی محفوظ نہیں رہینگے، کیونکہ آپکے دشمن بھی تو قرآن کریم و حدیث میں اختلاف بتاتے ہیں، تو پھر کیا ہمارے معترض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نعوذ باللہ.... ماننے کو تیار ہیں، اور ظاہر ہے، کہ یہ کہنے سے کہ دشمن اور معاند آنکھ کو کسی کلام میں اختلاف نظر آتا ہے، اس بات کو ہرگز مستلزم نہیں ہے، کہ در حقیقت بھی ایسا ہی ہے، پس رسالہ مذکور میں، ہرگز ہرگز، یہ نہیں لکھا ہوا، کہ فی الواقع قرآن مجید میں اختلاف ہے حاشا وکلا و آلا انّ لعنۃ اللہ علی الکاذبین المفترین اور اگر کوئی پادری یا آماتما پنڈت یہ ثابت کر دے، کہ وہاں واقعیت و اصلیت کے رنگ میں، کوئی ایک اختلاف بھی قرآن مجید کی طرف منسوب کیا گیا ہے، تو ہم اسے یکصد روپیہ انعام دینے کو تیار ہیں ٭

جناب من! ہم تو ایسے شخص کو جو کلام الٰہی میں اختلاف و تناقض کا قائل ہو، مومن اور مسلمان ہی نہیں سمجھتے، پھر کیونکر ممکن ہے کہ ہمارے رسالے میں ایسا لکھا جائے، پس اصل حقیقت وہی ہے، جو اوپر مذکور ہوئی کہ جو کچھ لکھا گیا تھا وہ محض بقول دشمنان اسلام ہی تھا اور یہ کہ اگر اس قسم کی جہالت کو استعمال میں لایا جائے، کہ جس قسم کی جہالت، دشمنان سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تناقض و تضاد ثابت کرتے وقت استعمال کرتے ہیں، تو قرآن مجید بھی اِس نشانۂ اعتراض سے مصئون و مامون نہیں رہ سکتا، لیکن ہمارے نزدیک، جس طرح ہمارے نکتہ چین، اپنی جہالت اور قلت تدبر کی وجہ سے، حضرت اقدس ؑ کے کلام میں، تناقض دیکھ رہے ہیں، اسی طرح بلکہ اس سے بھی بہت بڑھکر ہمارا ایمان اور یقین ہے کہ معاندین قرآن، اپنے تعصب اور عمی ہی کی وجہ سے، اس میں اختلاف دیکھ رہے ہیں، ورنہ وہ ہر قسم کے اختلاف اور تضاد سے قطعی منزّہ اور پاک ہے، ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً۔ چنانچہ رسالہ مذکور کے صفحہ ۹ پر صاف طور پر یہ عبارت لکھی ہوئی موجود ہے:۔ "نادان معترض نے یہ ثابت کرنے کے لئے، کہ حضرت اقدس ؑ کو جنون تھا زیر عنوان "مرزا صاحب کو اپنے خیالات پر قابو نہیں تھا" چار مثالیں پیش کر کے اپنی جہالت و نادانی پر چار شہادتیں قائم کر دی ہیں کیونکہ اس سے یہ امر قرار پایا، کہ اگر بزعم دشمن کسی کے کلام میں چار اختلاف پائے جائیں، تو اس کے مجنون ہونے میں کوئی شبہ نہیں رہتا..... میرا خیال ہے کہ یہ نادان درپردہ آنحضرت صلعم کو بھی مجنون سمجھتے ہیں نعوذ باللہ من ذالک کیونکہ.... خود قرآن مجید ہی میں ان احول آنکھ والوں کو، ان کے "شرعی نصاب" (چار) سے، کہیں زیادہ اختلاف نظر آرہے ہیں چنانچہ ملاحظہ ہوں مندرجہ ذیل آیات" اور پھر صفحہ پر ہے "علاوہ ازیں قرآن مجید میں اور بھی بہت سے اختلافات دکھائے گئے ہیں ملاحظہ ہو میزان الحق وغیرہ تصنیفات دشمنانِ اسلام"... پس اس وضاحت کے ہوتے ہوئے، پھر یہ ظاہر کرنا، کہ گویا حقیقت کے طور پر قرآن کے اختلاف گنائے ہیں، دیانت اور امانت کے صریح خلاف ہے +

جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام میں اختلافات بتانے والوں کی جہالت کو ہم بے نقاب کر چکے ہیں، اسی طرح آج قرآن میں اختلافات دیکھنے والوں کی کج فہمی اور ان کی نادانی سے آگاہ کرتے اور اصل حقیقت کو ظاہر کرتے ہیں وباللہ التوفیق +

کیا ہی اچھا ہوتا، کہ ان باتوں کا جواب "اہلحدیث" دیتا، تا اسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام میں اختلاف ثابت کرنے کی ناکام سعی کا اندازہ ہو سکتا اور اسے معلوم ہو جاتا، کہ جس طرح وہ آپ کے کلام میں اختلاف ظاہر کرتے ہوئے، حقیقت کو نظر انداز کر دیتا ہے، ٹھیک اسی طرح دشمنانِ قرآن و اسلام بھی انہی ہتکنڈوں سے کام لے رہے ہیں، لیکن خیر، ہم ہی اصل حقیقت کا انکشاف کئے دیتے ہیں +

اسی رسالہ ریویو کے صفحہ ۱۱ پر لکھا ہے کہ "کوئی سی دو باتوں میں اختلاف اور تناقض کے تحقق کے لئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ضروری ہے، کہ ان کا موضوع و محمول وغیرہ میں اتحاد ہو، یعنی جس چیز کے لئے، جس بات کا اثبات جس مکان، زمان اور شرط وغیرہ کے ساتھ کیا گیا ہے، اسی چیز سے، اسی بات کی، اسی مکان، زمان اور شرط وغیرہ کے ساتھ نفی کی گئی ہو ورنہ بدوں اِس کے تناقض کا دعویٰ غیر مسموع اور فضول ہے"۔ مثلاً اگر ہم یہ کہیں کہ "زید کھڑا ہے اور بکر بیٹھا ہے" تو اس میں کوئی تناقض نہیں کیونکہ کھڑا ہونے کا اثبات زید کے لئے ہے اور اس کی نفی بکر سے ہے، یا کہیں، کہ "زید کاتب ہے اور زید شاعر نہیں ہے" تو اس میں بھی تناقض نہیں ہوگا، کیونکہ گو زید ہی کے لئے اثبات و نفی ہے مگر اثبات کھڑا ہونے کا ہے اور نفی شاعریت کی۔ اسی طرح مثلاً یہ کہ زید صبح کے وقت گھر میں کھڑا تھا اور وہ دوپہر کو مسجد میں بیٹھا تھا، تو اس کلام میں بھی تناقض نہیں کیونکہ زمان اور مکان میں اتحاد نہیں، یا مثلاً یہ کلام، کہ میں زید کو دس روپے دونگا اگر وہ میرے پاس آیا اور میں اُسے کچھ نہیں دونگا اگر وہ میرے پاس نہ آیا، تو یہ بھی تناقض سے خالی ہے کیونکہ شرط کا اختلاف ہے۔ اسی طرح اضافت اور اتحاد کے اختلاف کی وجہ سے بھی تناقض متحقق نہیں ہوتا مثلاً "زید خالد کا باپ ہے اور بکر کا باپ نہیں" یا "وہ حامد کا بیٹا ہے اور علی کا باپ ہے" وغیرہ میں بھی کوئی تناقض نہیں، پس اگر اس اصول کو مدِ نظر رکھ کر امور متذکرہ پر غور کیا جائے تو قطعاً ان میں اختلاف نظر نہیں آئیگا۔ چنانچہ ذیل میں نمبروار ان کا ذکر کیا جاتا ہے:-

:- نمبر ۱ :-

آیت۔ فَاِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَّلَا يَتَسَآءَلُوْنَ اور اَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ میں اسلئے اختلاف نہیں، کہ (۱) آیت اوّل میں ایک دوسرے سے دریافت نہ کرنے سے مراد یہ ہے کہ حال دریافت نہیں کرینگے کیونکہ وہ وقت نہایت گھبراہٹ کا ہوگا اور ہر ایک اپنی اپنی مصیبت میں پڑا ہوگا۔ جیسا کہ ایک دوسرے مقام پر فرمایا۔ یوم یفرّ المرءُ من اخیہ و امّہ وابیہ وصاحبتہٖ وبنیہ لکل امریٔ منھم یومئذٍ شأن یُغنیہ کہ اس دن ہر ایک نفس کو اپنی ذمہ واری کی اسقدر فکر ہوگی کہ دوسرے کی طرف متوجہ ہی نہ ہو سکیگا، لیکن آیت ثانی میں یتسآءلون سے مراد ایک دوسرے سے حال دریافت کرنا نہیں، بلکہ وہ تساؤل خود آگے مذکور ہے، قالوا اِنّکم کنتم تأتوننا عن الیمین قالوا بل لم تکونوا مؤمنین وما کان لنا علیکم من سلطان بل کنتم قوماً طاغین.... الخ کہ بعض دوسروں کو کہینگے، کہ تم نے ہمیں گمراہ کیا تھا وہ جواب دینگے ہم نے کیا گمراہ کرنا تھا، تم خود ہی گمراہ تھے وغیرہ خلا تناقض (۲) لا یتسآءلون کا زمانہ وہ ہے جبکہ پہلی دفعہ نفخ فی الصّور ہوگا اور یتسآءلون کا زمانہ نفخۂ ثانیہ کے بعد کا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چنانچہ ایک دوسری جگہ ان دو نفخوں کا بیان موجود ہے، فرمایا ونفخ فی الصور فصعق من فی السمٰوات ومن فی الارض الا من شاء اللّٰہ ثم نفخ فیہ اُخریٰ فاذا ھم قیام ینظرون (زمر ع) اور نفخۂ اولیٰ وہ ہے جس وقت صفحۂ دنیا کی صف لپیٹ لی جائیگی تو چونکہ اسوقت تمام بیہوش پڑے ہونگے (الا من شاء اللّٰہ یعنی سوائے خدا کے مخلص بندوں کے) اس لئے اسوقت وہ ایک دوسرے سے سوال نہ کر سکینگے اور نفخۂ ثانیہ وہ ہے جس میں سب انسانوں کو میدان حشر میں حساب کتاب کے لئے، اُٹھا کھڑا کیا جائیگا۔ تو اسوقت وہ سوال کر سکینگے مثلاً یہی کہ مَنْ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا ھٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰن۔ فلا تناقض۔

(۳) قیامت جس طرح ایک لمبے اور ممتد زمانے پر حاوی ہے، اسی طرح اس میں کئی مواطن اور مواقف ہیں۔ پس ہو سکتا ہے، کہ نفیٔ سوال کا زمانہ ان کی بیہوشی حساب کتاب اور "پلصراط" پر سے گذرنے کے وقت ہو کیونکہ یہ گھبراہٹ کے مواطن اور دہشت کے اوقات ہیں، لیکن ان کے علاوہ باقی اوقات اور باقی جگہوں میں، وہ سوال کر سکینگے، فلا تناقض +

(۴) نفی سوال سے مراد یہ بھی ہو سکتی ہے، کہ وہ ایک دوسرے سے امداد و عفو کے طالب نہیں ہونگے یا یہ کہ حقوق نسب کے متعلق سوال نہ کرینگے، کہ اس دن صرف اپنے اعمال کام آئینگے فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ہ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ۔ یا یہ کہ دنیا میں تو نسب پر لوگ فخر کرتے اور دوسروں کے حسب نسب کی کیفیت کے متعلق سوال کرتے ہیں، مگر آخرۃ میں ایسا نہیں ہوگا۔ یا یہ کہ خدا تعالیٰ کے سوال ماذا اجبتم المرسلین کے جواب کے متعلق کسی سے پوچھ نہ سکینگے۔ فلا تناقض +

:: [illegible] (۳) [illegible] ::

انھم مسئولون اور لا یسئل عن ذنبہ انس ولا جان میں اسلئے تضاد نہیں کہ (۱) پہلی آیت میں جو سوال مراد ہے وہ خود آگے درج ہے مالکم لا تناصرون یعنی ان سے یہ پوچھا جائیگا کہ تمہیں کیا ہوا جو آج تم ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے، دنیا میں تو تم ایک دوسرے کی مدد کیا کرتے تھے، آج بھی کرو نا، اور یہ ان کی سزا اور ان کے دکھ میں زیادتی کا موجب ہوگا، کیونکہ وہ وقت تو مدد اور نصرت اور رحم کا وقت ہوگا، پس ایسے وقت میں انہیں مالکم لا تناصرون کہنا گویا انہیں نادم کرنا اور ان کے عذاب کو بڑھانا ہے، اور ان کے عقائد و اعمال کے متعلق سوال کرنا یہاں مراد نہیں، کیونکہ انہیں دوزخ کی طرف لیجانے اور اس میں ڈالنے کا حکم تو ہو چکا ہے فاھدوھم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اِلٰی صِرَاطِ الْجَحِیْم پس اب ان کے عقائد و اعمال کے متعلق دریافت کرنے کے کیا معنی؟ اور دوسری آیت کا یہ مطلب ہے کہ ان سے یہ نہیں پوچھا جائیگا کہ تم نے فلاں گناہ کیا یا نہیں کیا، کیونکہ جیسا کہ اگلی آیت یُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِیْمٰهُمْ اور کئی اور آیات سے ظاہر ہے، مجرم اپنے نشانوں اور اپنی علامتوں ہی سے پہچانے جائینگے، اور ان کے ہاتھ پاؤں اور تمام اعضاء ان کے جرائم پر دلالت کر رہے ہونگے، یا یہ کہ گناہ خود بخود اپنے نتائج سے ظاہر ہونگے، پوچھنے کی ضرورت ہی نہ پڑیگی، اور اس لئے بھی کہ خدا تعالیٰ کو پہلے ہی سے علم ہے، فلا حاجة الی السوال ✤

(۲) ان سے اس دن سوال کرنے سے مراد باز پُرس اور سرزنش کرنا یا سزا دینا بھی ہو سکتی ہے، کہ یہ محاورہ بھی ہر ایک زبان میں شائع ذائع ہے، مثلاً کہا جاتا ہے کہ "میں تمھیں پوچھتا ہوں" اور مُراد اس سے محض سزا دینا ہوتی ہے، اور دوسری آیت میں سوال نہ کرنے سے یہ مُراد بھی ہو سکتی ہے کہ اُس دن اُن کی کوئی دلیل اور معذرت نہ سُنی جائیگی ✤

(۳) یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ ان سے توحید اور تصدیق رسالت وغیرہ امور اعتقادیہ کے متعلق سوال کیا جائیگا۔ جیسا کہ ایک دوسری جگہ فرمایا فَلَنَسْئَلَنَّ الَّذِیْنَ اُرْسِلَ اِلَیْهِمْ وَلَنَسْئَلَنَّ الْمُرْسَلِیْنَ کہ ہم رسولوں سے بھی پوچھینگے (مَاذَآ اُجِبْتُمْ یا یہ کہ کیا تم نے لوگوں کو میرا پیغام پہنچا دیا تھا؟) اور لوگوں سے بھی پوچھینگے (کہ تم نے میرے پیغام بروں کو کیا جواب دیا مَاذَآ اَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِیْنَ) اور یہ پوچھنا محض بطور اتمام حُجّت اور مجرموں کو نادم کرنے کے لئے ہوگا ورنہ اس عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْر کو پوچھنے کی حاجت نہیں ✤

اور دوسری آیت میں اعمال کے متعلق سوال نہ کرنا مراد ہے۔ فلا تناقض ✤

(۴) اور اگر آیت اوّل میں بھی گناہ ہی کے متعلق سوال کرنا سمجھا جائے، تو پھر یہ مطلب ہوگا کہ ان سے یہ پوچھا جائیگا، کہ تم نے یہ گناہ کیوں کیا؟ نہ یہ کہ گناہ کیا یا نہیں کیا اور کہ تم نے کیا یا کسی اور نے یا تم میں سے کسی نے کیا؟ اور دوسری آیت میں دوسرے معنی مراد ہیں فلا تناقض ✤

(۵) سوال کرنا اور نہ کرنا، یہ اختلاف اماکن یا ازمنہ پر بھی محمول ہو سکتا ہے یعنی یہ کہ چونکہ قیامت کا زمانہ ایک عرصۂ دراز (پچاس ہزار سال یا اس سے بھی زیادہ) تک ممتد ہے اور اس میں کئی مواقف و مواطن ہیں، اسلئے بعض جگہوں پر یا کسی ایک مقام پر اور بعض اوقات میں یا کسی ایک خاص وقت میں تو ان سے دریافت کیا جائیگا اور بعض دوسرے مقامات یا دوسرے اوقات میں نہ پوچھا جائے گا فلا تناقض ✤

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۲) ان سے "پوچھا جائیگا" سے یہ مراد بھی ہو سکتی ہے کہ ملائکہ اور خزنۂ جہنم ان سے پوچھینگے الم یاتکم رسل منکم یا ان سے یہ پوچھا جائیگا کہ اب لاؤ، اپنے ان معبودوں کو، جن کو تم پوجتے تھے این شرکائی الذین کنتم تزعمون اور دوسری آیت کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ اس دن کسی گنہگار کے گناہ کے متعلق کسی اور سے سوال نہ کیا جائیگا، بلکہ وہ خود ہی اپنے گناہ کا ذمہ وار ہوگا اور اس لحاظ سے اس آیت کا مفہوم قریباً وہی ہوگا جو لا تزر وازرۃ وزر اخریٰ اور لھا ما کسبت ولکم ما کسبتم ولا تسئلون عما کانوا یعملون کا مفہوم ہے *

(۳)

آیت فان خفتم الا تعدلوا فواحدۃ اور ولن تستطیعوا ان تعدلوا بین النساء میں بھی کوئی تضاد اور اختلاف نہیں ہے کیونکہ آیت اوّل میں، عدل فی الحقوق مراد ہے یعنی یہ کہ ظاہری اور دنیاوی حقوق میں مساوات۔ اور آیت ثانی میں میل قلبی یعنی دلی محبت و موانست مراد ہے اور اس میں کیا شبہ ہے کہ یہ بات انسان کی طاقت سے باہر ہے کہ وہ میلانِ قلبی اور دلی مودّت بھی ہر ایک سے ایک جیسی رکھے کیونکہ دل میں محبت کا کم و بیش ہونا، انسانی اختیار سے بالا ہے ولا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا، چنانچہ اسی لئے آگے فرمایا فلا تمیلوا کل المیل کہ دلی میلان میں تو تم برابری نہیں کر سکتے لیکن اس کی وجہ سے ایسا نہ ہو کہ تم ظاہری حسن سلوک اور حقوق کی ادائیگی مثل نان و نفقہ وغیرہ میں بھی مساوات نہ کرو، اور اس طرح ظاہری و باطنی میلان ایک ہی طرف ہو جائے۔ فلا تمیلوا کل المیل *

(۴)

من اظلم ..... الخ آیات میں بھی اختلاف نہیں ہے، کیونکہ ان میں سے ہر ایک اپنے اپنے حلقے اور دائرے سے مختص ہے، اس کی تفصیل یہ ہے کہ مثلاً

مختلف چیزوں اور جگہوں سے لوگ روکتے ہیں اور یہ ظلم ہوتا ہے، مگر ان تمام مانعین میں سے مسجد منع کرنے والا بڑا ظالم ہے، کیونکہ اس نے سب سے بڑے یعنی خدا کے گھر سے روکا ہے۔ اسی طرح مختلف لوگ بعض دوسرے انسانوں کی طرف غلط باتیں منسوب کرتے ہیں، مگر جو اللہ تعالیٰ پر افترا کرے وہ ان تمام مختلف مفتریوں میں سے بڑا مفتری اور بڑا ظالم ہے، کیونکہ اس نے سب سے بڑی ہستی کی طرف جھوٹی بات منسوب کی *

اسی طرح بعض انسانوں کی باتیں سنا کر بھی وعظ کیا جاتا ہے، اور بعض لوگ ان باتوں سے اعراض کر کے اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں، مگر وہ شخص ان تمام معرضین میں سے سب سے بڑا ظالم ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی آیات سُنائی جائیں اور وہ ان سے اعراض کرے کیونکہ وہ سب سے بڑے یعنی خدا کی باتوں سے اعراض کرتا ہے، اسی طرح بندوں کی گواہی چھپانا بھی ظلم ہے، مگر وہ شخص ان سب سے بڑا ظالم ہے جو سب سے بڑے یعنی خدا کی گواہی کو چھپاتا ہے، پس ان کا آپسمیں مقابلہ نہیں ہے بلکہ ان میں سے ہر ایک اپنے اپنے ہمجنسوں میں اظلم ہے فلا تناقض ٭

(۲) یہ مراد بھی ہو سکتی ہے کہ چونکہ اظلمیت کی نفی ظالمیت کی نفی کو مستلزم نہیں یعنی تفضیل کی نفی سے مساوات فی الاظلمیّت ہی کا اثبات ہے، یعنی ان میں سے کوئی بھی دوسرے سے بڑھ کر نہیں کہ ایک بمقابلہ دوسرے کے اظلم کہلا سکے، بلکہ یہ سب اظلمیت میں مساوی ہیں، اسلئے ان میں کوئی تناقض نہیں، کیونکہ اس صورت میں معنی یوں بن جائینگے، کہ مفتری علی اللہ، مانع المساجد، کاتم الشہادت من عند اللہ اور مُعْرِض عن اٰیات اللہ سے کوئی بڑھ کر ظالم نہیں۔ اور یہ مطلب نہیں کہ ان میں سے ہر ایک مقابلے دوسرے کے اظلم ہے فلا تناقض ٭

(۳) اور یہ مراد بھی ہو سکتی ہے کہ ان میں سے ہر ایک آیت عام مخصوص البعض ہے یعنی مثلاً اللہ کی مساجد سے روکنے والے سے کوئی بڑا ظالم نہیں باستثناء فلاں فلاں وقِس علیہ البواقی ٭

(۵)

مَنْ کَانَ فِیْ ھٰذِہٖ اَعْمٰی اور فبصرک الیوم حدید میں بھی کوئی تضاد نہیں ہے، اسلئے کہ (۱) اعمٰی سے مراد ظاہری آنکھوں کا اندھا ہونا مراد نہیں ورنہ اَضَلُّ سَبِیْلًا کہنا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے، بلکہ فقدانِ بصیرت مراد ہے کہ جنہیں اس دنیا میں، اللہ تعالیٰ سے تعلّق جوڑنے اور اس سے روحانی نور حاصل کرنے کی توفیق نہیں ملی، انہیں آخرۃ میں بھی لقائے الٰہی نصیب نہیں ہوگا۔ فلا تناقض

(۲) یا یہ کہ جنّت کی طرف جانے کے لئے انہیں کوئی راستہ نہیں ملیگا گویا اس طرف سے وہ اندھے ہونگے۔

(۳) نظر تیز سے یہ مُراد بھی ہو سکتی ہے، کہ دنیا میں تو ان کے اعمال کے نتائج بد، ان سے مخفی ہیں، بوجہ اس کے کہ لذائذ دنیویہ وغیرہ اور غفلت وجہالت کا پردہ درمیان حائل ہوتا ہے مگر قیامت میں چونکہ یہ پردہ اُٹھ جائیگا (فکشفنا عنک غطاءک) اسلئے حقیقتِ اصلیہ ظاہر ہو جائیگی۔ اور وہ مخفی نتائج بد عیاں ہو جائینگے، یا یہ کہ امور معاد کے متعلّق دنیا میں تو وہ غافل ہیں مگر قیامت کو سب کچھ برحق پائینگے، گویا قول بصرک الیوم حدید کے مصداق ہونگے نہ یہ کہ سچ مچ وہ دیکھ رہے ہونگے۔ چنانچہ "بصر" کے معنی علم کے بھی کئے گئے ہیں۔ اور ہو سکتا ہے کہ ھٰذہٖ کا اشار الیہ نعم الٰہیہ ہوں کہ جن کا اوپر ذکر ہوا ہے اور مُراد یہ ہو کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی مخلوقات، اسکے انعامات

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وعجائباتِ حسیّہ کو دیکھ کر اور ان میں غور و فکر کر کے اس کی قدرت اور اس کی ذات کی معرفت حاصل نہیں کر سکتا وہ امورِ معاد اور قیامت کو کب سمجھ سکتا ہے کہ وہ تو پردۂ غیب محض میں ہیں ٭

(۶)

ان امہاتھم الا اللائی ولدنھم اور ازواجہ امھاتھم میں چونکہ حقیقت و مجاز کا اختلاف ہے اس لئے ان میں کوئی تضاد نہیں یعنی آیت اوّل میں امہات سے مُراد، حقیقی مائیں ہیں اور دوسری آیت میں نبی کی ازواج مطہرات کو مومنوں کی مائیں مجازاً کہا ہے گویا یہ سمجھایا ہے کہ حقیقۃً وہ عورت جس سے محض امّ اور ماں ہونے کی وجہ سے نکاح حرام ہے، وہ صرف وہی ہے، جو جنتی ہے، ہاں، جو عورت، اِس حقیقی ماں کے ساتھ، کسی ایسے امر میں مشابہ ہو، جس کی وجہ سے اسے بھی ماں کہا جاسکے یعنی ان دونو میں کوئی معقول وجہ شبہ ہو یا یہ کہ اس میں بھی کوئی ایسا لحاظ اور اعتبار پایا جائے، کہ وہ حقیقی ماں کے قائم مقام قرار پاسکے۔ تو وہ بھی مجازاً اِس حکم (حرمت نکاح) میں شریک سمجھی جائیگی مثلاً وہ عورت، جو کسی انسان کے روحانی باپ (نبی) منہ بولی کہ نکاح میں ہو، تو چونکہ وہ اس انسان کے نکاح، میں ہے، جو روحانی طور پر ہر باپ کے حکم میں ہے اسلئے اسکی منکوحہ لازماً ماں کے حکم میں متصوّر ہوگی یا اسلئے کہ وہ اس کے باطنی اور روحانی قویٰ کی نشو و نما اور تربیت اپنے روحانی دودھ، یعنی علوم روحانیہ سے کرتی ہے، وہ حقیقی ماں کے قائم مقام ہوکر اس حکم میں شامل ہوجائیگی، نیز اس لحاظ سے کہ وہ مقامِ ادب و احترام پر ہے مومنوں کی ماں کہلائیگی گویا ولادت روحانیہ کے اعتبار سے وہ وَلَدْنَھُمْ میں داخل ہے، لیکن بیوی اور منکوحہ عورت، کسی لحاظ سے بھی، ماں نہیں کہلا سکتی، بلکہ ماں اور بیوی کے مفہوم اور ان کی حقیقت میں تو بُعد المشرقین واقع ہے، پس بیوی کو صرف مُنہ سے ماں کہکر اسے اپنے اوپر ماں کی طرح حرام قرار دے دینا صریح جھوٹ ہے ٭

دوئم، یہ کہ آیت اوّل میں حصر اضافی ہے نہ حقیقی یعنی یہ حصر بمقابلہ "مُنہ بولی ماں" کے، ہے جیسے کہیں "زید آیا" دوسرا کہے، نہیں "صرف بکر آیا ہے" تو ظاہر ہے کہ اس میں صرف زید ہی کے آنے کی نفی مطلوب و مقصود ہے نہ کہ خالد وغیرہ کے آنے کی بھی۔ فافھم ولا تکن من الغافلین ٭

سوئم، یہ دونو آیتیں اس طرح بھی جمع ہوسکتی ہیں کہ اللائی ولدنھم کی طرح ازواجہ امھاتھم کو بھی مستثنیٰ سمجھا جائے (اور حقیقت میں ہے بھی ایسا ہی) گو یہ دوسرے مقام پر واقع ہے کیونکہ مقام اوّل میں محرمات کا شمار مقصود نہیں تھا، بلکہ محض مظاہرین کے ایک خیال باطل کا اظہار مطلوب تھا، پس معنی یوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بن جائینگے۔ اِنْ اُمَّھَاتُھُمْ اِلَّا الّٰٓئِیْ وَلَدْنَھُمْ وَ اَزْوَاجُ النَّبِیِّ میں اختلاف نہیں ؛

دفعہ (۷)

(۱) وَجَدَكَ ضَآلًّا اور مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ میں بھی اختلاف نہیں ہے، کیونکہ آیت اولیٰ میں "ضال" کے معنی (۱) محب اور عاشق کے ہیں چنانچہ یہ لفظ قرآن مجید میں ان معنوں میں استعمال ہُوا ہے جیسے حضرت یعقوبؑ کے متعلق اِنَّكَ لَفِیْ ضَلٰلِكَ الْقَدِیْمِ اور اِنَّ اَبَانَا لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ان کے بیٹوں نے کہا ہے حالانکہ وہ ان کو راستباز اور خدا کا نبی مانتے تھے پس مراد ان کی حضرت یوسفؑ سے بہت محبت اور عشق ہے اور یہی مراد اِنَّا لَنَرٰھَا فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ میں ہے۔

(۲) یا اس کے معنی سائل اور طالب کے ہیں کیونکہ ان آیات میں مرتباً لف و نشر ہے یعنی یہ چھ آیتیں ایک ترتیب میں ہیں اس طور پر کہ پہلی تین کے مقابلے میں بالترتیب پچھلی تین آیتیں ہیں سو بلحاظ ترتیب کے اِس کے مقابلے میں اَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْھَرْ لاکر بتا دیا کہ یہاں "ضال" سے مراد سائل اور طالب ہے کہ چونکہ آپؐ بھی ایک وقت میں طالب تھے اس لئے سائل کو جھڑکیں نہیں۔ ہاں آپؐ خدا کے طالب اور دین کے اور مخلوق خدا کی اصلاح کے سائل تھے نہ دنیا کے۔ اور بجائے طالب اور سائل کے "ضال" اسلئے فرمایا تا یہ ظاہر کیا جائے کہ گویا آپ اپنے وجود کو بھی بھول چکے تھے اور اس طلب ہی میں محو تھے اور (۳) یہ معنی بھی ضال کے ہو سکتے ہیں کہ آپؐ اس ہدایت اور اس نبوت سے ناواقف اور بے خبر تھے کہ جو آپؐ کو ملی (راغب) جیسا کہ خدا نے ایک دوسری جگہ بھی فرمایا ہے مَا كُنْتَ تَدْرِیْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِیْمَانُ اور ضَلَّ الشَّیْءُ کے معنی خَفِیَ وَغَابَ بھی آئے ہیں (لسان العرب) پس اس لحاظ سے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ آپؐ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے اپنے اہل و عیال اور گھر سے غائب اور مخفی رہتے تھے چنانچہ یہی آپؐ کا طریق تھا کہ آپؐ کئی کئی روز پہاڑوں میں غائب رہتے اور عبادت الٰہی میں مشغول رہتے تھے۔ پس اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی اس حالت کا نقشہ اس آیت میں پیش کیا ہے۔ لیکن عملی یا اعتقادی گمراہی کے معنی ہرگز نہیں ہو سکتے کیونکہ یہ معنی جس طرح قرآن مجید کے خلاف ہیں، اسی طرح واقعاتِ تاریخیہ کے بھی خلاف ہیں چنانچہ قبل از نبوت کی زندگی کے متعلق آپؐ کے دشمن بھی شہادت دیتے ہیں کہ وہ نہایت پاک و صاف تھی، الامین اور صادق کے نام سے آپؐ پکارے جاتے تھے فَقَدْ لَبِثْتُ فِیْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ میں آپؐ کی پہلی زندگی کو بطور نمونہ پیش کیا گیا ہے اور وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ میں بھی ہمیشہ سے آپؐ کی توحید پرستی اور شرک سے نفرت کا اظہار کیا گیا ہے، پس کیونکر ممکن ہے کہ یہاں گمراہی کے معنی ہوں جبکہ آپؐ عملاً و اعتقاداً ہر طرح سے جادۂ صواب پر گامزن رہے ہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فصدق اللہ ماضل صاحبکم وما غوی ۔

(۸)

سبّ وشتم اور دشنام دہی وگالی فقط اس مفہوم کا نام ہے، جو خلاف واقعہ اور دروغ کے طور پر محض ایذاء رسانی کی غرض سے، استعمال کیا جائے، لیکن کسی امر واقعی کا اظہار اپنے محل وموقعہ پر اور احقاقِ حق اور ابطال باطل کی نیت سے، گالی اور دشنام کے مفہوم میں ہرگز داخل نہیں ہے گو کسی قدر، اس میں حرارت، تلخی اور ایذا رسانی بھی ہو، کیونکہ حق گوئی کے لئے عموماً یہ بات لازم پڑی ہوئی ہے اور الحق مرّ ایک مشہور مقولہ ہے، پس لاتسبّوا میں تو صرف دشنام دہی سے منع کیا گیا ہے، نہ اظہارِ حق اور بیانِ واقعہ سے یعنی خواہ مخواہ لوگوں کو چڑانے اور ان کو دکھ دینے کی نیّت سے خلافِ واقعہ امور کو بُتوں کی طرف منسوب کرنے سے روکا ہے کہ یہ فعلِ مذموم ہے، لیکن ان کی اصلیّت اور حقیقت کو ظاہر کرنا، کہ جس سے خدا تعالیٰ کی توحید ثابت ہو اور بُتوں کا عجز ظاہر ہو ہرگز ممنوع نہیں ہے بلکہ یہ امر تو نہایت ضروری ہے تاکہ لوگ توجہ کریں اور اس "ظلمِ عظیم" سے باز آئیں، ایسے ہی وہ لوگ جو اپنے جھوٹے تقوے اور جھوٹے تصوّف سے اور اپنی جہالت کو علم کے لباس میں ظاہر کر کے لوگوں کو دھوکہ دے رہے ہیں اور راہِ صواب سے روک رہے ہیں، ضروری ہے کہ ان کا پول ظاہر کیا جائے اور ان کے باطن اور اندرونے سے لوگوں کو مطلع کیا جائے تا ناواقف لوگ انکے اثر بد سے محفوظ رہیں۔ علاوہ ازیں، اگر نبی، اپنے دشمنوں اور فی الواقعہ کمینے اور رذیل مخالفوں کو نیک اور متقی ہی بتائے تو وہ علاوہ جھوٹ اور خلافِ واقعہ امر کا ارتکاب کرنے کے گویا خود اپنی زبان سے اقرار کریگا کہ دراصل میرا آنا بے موقعہ اور بے وقت ہے، اور کہ میرے آنے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں، کیونکہ اگر فی الواقعہ، اسکے تمام منکر اخلاقِ فاضلہ اور صفاتِ حمیدہ کے مالک ہیں تو پھر یقیناً اسکے آنے کی کوئی ضرورت نہیں، اور نہ اسکے ماننے سے کوئی فائدہ مطلوب ہو سکتا ہے، کیونکہ انبیاءؑ اُسوقت مبعوث ہوا کرتے ہیں، جبکہ ظھر الفساد فی البر والبحر کے مطابق، عالم وجاہل بڑے چھوٹے قریباً سب بگڑ چکے ہوتے ہیں اِلّا ماشاء اللہ۔ پھر یہ بھی غور کریں، کہ تناقض وتضاد تب ہوتا، کہ جب لا تسبوا کے مقابلے میں کہیں سُبّوا کا حکم پایا جاتا یا یہ کہ خدا تعالیٰ کا کہیں یہ بیان ہوتا کہ مَیں بُتوں کی اصلیّت بتانے کے لیے حطب جہنم وغیرہ کے الفاظ بھی استعمال نہ کرونگا جب ان باتوں میں سے ایک بھی نہیں تو تناقض کیسا؟ کیونکہ لا تسبّوا میں تو دوسروں کو منع کیا ہے کہ وہ ایسا نہ کریں اور یہ ایسا ہی ہے کہ جس طرح ایک جج یا مجسٹریٹ تو حق رکھتا ہے بلکہ حکمِ سزا سُنانے کیلئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ضروری ہے کہ وہ مجرم کے جرائم بتائے اور مدلل طریق پر ان کو واضح کرے، مگر دوسرے لوگوں کا حق نہ ہوگا کہ وہ بھی، اس کے جرائم کا اظہار کرتے پھریں، پس چونکہ نبی خدا تعالیٰ کی طرف سے، حق و باطل اور نیک و بد میں تمیز کرنے کے لئے آتے ہیں، اسلئے وہ حق رکھتے ہیں کہ یصدون عن سبیل اللہ کی ڈیوٹی سرانجام دینے والوں کی حالتِ مخفیہ کا اظہار کریں ہاں دوسروں کا یہ حق نہ تھا کہ وہ ایسا کرتے

۹

آیت فان کنت فی شک مما انزلنا الیک فسئل الذین یقرءون الکتٰب من قبلک الخ اور ادعوا الی اللہ علیٰ بصیرۃ میں قطعاً کوئی اختلاف نہیں کیونکہ (۱) آیت اول کے مخاطب آنحضرت صلعم نہیں ہیں بلکہ کفار ہیں۔ فلا تناقض ؛

اور اس امر کا ثبوت کہ یہ آپؐ کے متعلق نہیں ہے خود یہی آیت ہے کیونکہ "شک" کے معنی مفردات راغب میں یہ لکھے ہیں اور یہی درست ہیں کہ کسی شخص کے نزدیک دو امور کا جو باہم نقیض ہیں یکساں اور مساوی ہونا نیز لکھا ہے کہ شک ایک قسم کی جہالت ہے، پس یہاں کسی ایسے مخاطب کا ذکر ہے، جس کو قرآن مجید کے متعلق شک ہے یعنی وہ فیصلہ نہیں کر سکتا کہ آیا یہ قرآن خدا کی طرف سے ہے یا کہ افترا محض ہے، اب ظاہر ہے کہ آنحضرت صلعم کے متعلق، یہ خیال قطعاً نہیں کیا جا سکتا کہ قرآن کے بارے میں آپؐ کو شک ہو، کیونکہ اگر نعوذ باللہ آپؐ افترا کر رہے تھے تو بھی آپؐ کو علم تھا کہ میں افترا کر رہا ہوں اور اگر آپؐ افترا نہیں کر رہے تھے، تو بھی آپؐ کو علم تھا کہ میں افترا نہیں کر رہا۔ پس آپؐ کی طرف شک کی نسبت اور خیال ایک بے معنی بات ہے، کیونکہ آپؐ کو دونو صورتوں میں شک نہیں ہو سکتا، یعنی خواہ دشمن سچے ہوں یا جھوٹے۔ آپؐ کو شک ہرگز نہیں ہو سکتا، اسلئے کہ شک جہالت کا نام ہے اور آپؐ کو علم ہے کہ یہ کیا ہے، خدا کی طرف سے ہے یا میرا اپنا افترا ہے، یہ شک کسی ایسے شخص کے متعلق ہو سکتا ہے کہ جو مذبذب کی حالت میں ہے یعنی نہ وہ یہ جانتا ہے کہ میں اسے سچا کہوں اور نہ یہ کہ جھوٹا کہوں، بھلا وہ شخص، جس کے اندر، اسقدر قوت یقین بھری ہوئی ہے کہ وہ سینکڑوں بلکہ ہزاروں دلوں کے اندر، قرآن مجید کے متعلق ایسا یقین پیدا کر دے کہ وہ موت کے منہ میں جانا قبول کر لیں، مگر اسے چھوڑنا گوارا نہ کریں کیا اسکے متعلق یہ کہا جا سکتا ہے کہ اسے شک ہے۔ چنانچہ بڑے بڑے مخالفین نے بھی اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ آپؐ اپنے آپ کو ہمیشہ سچائی پر یقین کرتے تھے۔ اس سے اگلی آیت نے تو بالکل واضح کر دیا ہے کہ اس کے مخاطب آپؐ نہیں کیونکہ فرمایا ہے وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ کہ تو اللہ تعالیٰ کی آیات کو جھٹلانے والوں میں سے نہ ہو، یہاں بھی خطاب واحد ہے پس اگر شک کرنے والے خود آنحضرت صلعم ہیں، تو جھٹلانے والے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بھی وہی ہونگے، جو ایک ایسی بدیہی البطلان بات ہے کہ اس کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں اور اس سے دس آیتیں آگے چل کر فرمایا قُلْ يَاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْ دِيْنِيْ" کہ اے لوگو! اگر تمہیں میرے دین کے متعلق کچھ شک ہے ... الخ جس سے معلوم ہوا، کہ وہی لوگ جن کو یہاں بصیغہ واحد خطاب کیا ہے وہاں بصیغہ جمع خطاب کر کے بات کو صاف کر دیا ہے کہ شک کرنیوالے دوسرے لوگ تھے اور آگے فرمایا وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں مومنوں میں سے ہوں پس آپ ہی شک کرنے والے کیونکر ہو سکتے ہیں۔ اور ما انزلنا الیک سے دھوکہ نہ کھائیں، کیونکہ قرآن مجید میں بار بار قرآن کے سب کی طرف نزول کا ذکر ہے، يَاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وانزلنا الیکم نورا مبینا وغیرہا من الآیات ؂

لہ حشرتنی اعمی وقد کنت بصیرا میں اعمی سے مراد یہ ہے کہ اس کے پاس کوئی حجت اور دلیل نہ ہوگی اور کنتُ بصیرا سے یہ مراد ہے کہ میں دنیا میں تو بڑا ہوشیار اور چالاک تھا مگر آج کیوں مجھے کوئی بات نہیں سوجھتی یا یہ کہ دنیا میں تو ہم اپنے آپ کو حق پر یقین کرتے تھے اور اپنے عقائد و اعمال کی سچائی پر علیٰ وجہ البصیرت یقین و ایمان رکھتے تھے مگر آج ہماری وہ حالت نہیں بلکہ ہم اندھے ہیں یعنی ہم میں وہ بصیرت اور وہ یقین نہیں رہا کیونکہ اس دن انہیں اپنے عقائد وغیرہ کا بطلان معلوم ہو جائیگا اور فبصرك اليوم حديد کے متعلق اوپر ذکر گزر چکا ہے، اور اس سے یہ مراد بھی ہو سکتی ہے، کہ یہ دونو باتیں، مواقف و اوقات و احوال مختلفہ کے اختلاف پر مبنی ہیں مثلاً عند البعث تو وہ بصیر ہونگے۔ مگر دوسرے اوقات میں اعمی، یا مثلاً جہنم میں، پڑنے سے پہلے پہلے بصیر ہونگے، مگر حشر الی جہنم کے وقت اعمی، اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اعمی اور ہوں اور بصیر اور، کیونکہ یہ تو کہیں نہیں فرمایا کہ جو اعمی ہونگے وہی بصیر بھی ہونگے فافہم ولا تکن من الغافلین ؂

نوٹ:- طوالت کے خوف سے بعض باتیں صرف اشارۃً ذکر کی گئی ہیں بلکہ کئی ایک امور کا ذکر کیا ہی نہیں جا سکا ؂

والسلام خاکسار تاج الدین لائل پوری (مولوی فاضل)، قادیان دارالامان

ریویو کا آیندہ نمبر بہت شاندار ہوگا کیونکہ اس میں شراب کے متعلق ایک نہایت علمی مضمون شائع ہوگا۔ اُمید ہے ناظرین رسالہ اس سے بہت فائدہ اُٹھائینگے۔ اور اس نمبر کی اشاعت میں سرگرم حصہ لے کر ثواب دارین پائینگے ؂

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عفریت من الجن سے کیا مراد ہے

{ مکرمی جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب صحیح البخاری کا ترجمہ و حواشی تحریر فرما رہے ہیں ایک حدیث کی تفسیر میں جو کچھ آپنے لکھا ہے وہ مجھے اشاعت کے لئے ملا ہے جسے میں نہایت شکر و امتنان کے ساتھ افادہ ناظرین کے لئے درج ذیل کرتا ہوں ۔ (ایڈیٹر) }

آداب مساجد کے بیان میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے دو باب قائم کئے ہیں۔ جن سے یہ ثابت کرنا مقصود ہے۔ کہ آیا مسجد میں قیدی وغیرہ باندھنا مسجد کی حرمت کے خلاف تو نہیں۔ جو روایتیں نفس مسئلہ پر استدلال کرتے ہوئے پیش کی ہیں ان میں سے ایک روایت یہ ہے عن ابی ھریرۃ عن النبی صلعم قال ان عفریتاً من الجن تفلّت علیّ البارحۃ او قال کلمۃ نحوھا لیقطع علیّ الصلوٰۃ فامکننی اللہ منہ فاردت ان اربطہ الیٰ ساریۃ من سواری المسجد حتیٰ تصبحوا و تنظروا الیہ کلکم فذکرت قول اخی سلیمان ربّ اغفر لی وھب لی ملکاً لا ینبغی لاحدٍ من بعدی یعنی ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا۔ کل رات ایک گھنونی شکل کا جن مجھ پر ٹوٹ پڑا یا کوئی ایسی ہی بات فرمائی۔ تا کہ میری نماز توڑ دے۔ اللہ نے مجھ کو اس پر قابو دیا اور میں نے اسکو مسجد کے ستونوں میں سے ایک ستون سے باندھنا چاہا تا کہ تم صبح اٹھکر اسکو دیکھو۔ مگر مجھے اپنے بھائی سلیمانؑ کی یہ دعا یاد آگئی اے میرے رب مجھ پر مغفرت فرما اور ایک ایسی بادشاہت مجھے عطا کر جو میرے بعد کسی کو شایاں نہ ہو ۔

اس روایت کے الفاظ عفریت اور جن کے لغوی معنوں اور انکے عام استعمال پر روشنی ڈالتے ہوئے اسکی مندرجہ ذیل تشریح پیش کی ہے جو اصل کتاب میں مختصر اور یہاں ذرہ بسط کے ساتھ ہے ۔

اب سوال یہ ہے کہ آیا مذکورہ بالا واقعہ میں عفریت من الجن سے کوئی خبیث طبع وحشی آدمی مراد ہے یا غیر مرئی ہستیوں میں سے کوئی ہستی؟ اس سوال کے جواب کا دارومدار اس بات کے ثابت ہونے پر ہے کہ نماز میں جو حملہ آپ پر ہوا ہے وہ اس دنیا کا مادی نظارہ ہے یا کوئی کشفی نظارہ جس کا تعلق عالم روحانی کے ساتھ ہے۔ اسلامی تاریخ سے پتہ نہیں چلتا کہ کبھی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کسی دشمن نے نماز کی حالت میں حملہ کیا ہو اور آپ نے اسکو پچھاڑ کر مسجد کے ستون سے باندھنے کا ارادہ فرمایا ہو -- -- -- -- -- -- -- -- -- -- -- -- -- -- -- اور اگر تاریخ میں کسی بدوی کے حملہ کرنے کا ذکر مل بھی جائے۔ تو اس روایت کے الفاظ حتیٰ تُصْبِحُوْا وتنظروا الیہ کلکم کے ساتھ اس واقعہ کی تطبیق نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ جنگلی آدمی کوئی ایسی عجیب نرالی ہستی نہ تھے کہ آپؐ کو خیال پیدا ہوتا۔ کہ دوسرے لوگ بھی اسکو دیکھیں ۞

عبدالرزاق کی ایک روایت میں بِلّے کی صورت وشکل کا ذکر ہے۔ جس سے بعض لوگوں کو خیال پیدا ہوا ہے کہ وہ بِلّا تھا۔ بِلّا بھی کوئی نرالی چیز نہ تھا۔ نبی صلعم کی مسلّمہ معنوی عظمت و وقار اور سنجیدگی طبع کو دیکھتے ہوئے یہ قطعاً خیال نہیں کیا جا سکتا کہ ایک بِلّے کو مغلوب کر کے آپؐ کو ایک بڑی کامیابی کا احساس پیدا ہوا ہو اور پھر سلیمان علیہ السّلام کا قول ربّ اغفرلی وھب لی ملکاً لا ینبغی لاحدٍ من بعدی یاد کر کے اسکو چھوڑ دیا ہو۔ اور دوسرے دن صحابہؓ سے آپنے اس واقعہ کا ذکر کیا ہو۔ یہ ساری باتیں حضرت محمد رسول اللہ صلعم جیسی عظیم الشان شخصیت کے ساتھ کوئی نسبت ہی نہیں رکھتیں جو متانت وسنجیدگی اور بہادری اور اولوالعزمی کا مجسّمہ تھی۔ اور نہ وحشی آدمی یا جنگلی بِلّے کا پچھاڑنا اس دُعا کی عظمت کے ساتھ کوئی معقول تعلق رکھتا ہے۔ اس طرح یہ خیال بھی لغو ہے کہ چونکہ سلیمان علیہ السّلام کو بوجہ اس دُعا کے ایک خاص حرّیت حاصل تھی کہ جنّ اور دیو اُن کے مسخر تھے اور یہ انہی کا حق تھا کہ انکو قید میں رکھتے۔ اس لئے نبی صلعم نے اس بات کا لحاظ رکھا اور اسکو چھوڑ دیا۔ کیونکہ اوّل یہ بات ہی بالکل غلط ہے کہ غیر مرئی جنّ اور بھوت سلیمان علیہ السلام کے زیر تصرف تھے۔ جیسا کہ ابھی قرآن مجید کی مترادف الالفاظ آیات سے ثابت کیا جا چکا ہے کہ ان جنّوں سے شیاطین الانس مراد ہیں۔ جو قدیم فینقی وغیرہ سرکش قوم میں تھیں جن کو سلیمان علیہ السّلام نے مغلوب کر کے اپنا غلام بنا لیا تھا (تفصیل کے لئے دیکھو التواریخ ۲ باب ۲ - ۱۷ - ۱۸ اور تفسیر علامہ ابو مسعود) آیات کلّ بنّآءٍ وغوّاصٍ اور مقرنین فی الاصفاد ان شیطانوں یا جنّوں کی پوری پوری وضاحت کرتی ہیں۔ اس وضاحت کے ہوتے ہوئے ایسے غیر مرئی لطیف موجودات مُراد لینا بالکل غیر معقول ہے۔ جن کو لوہے کی زنجیروں سے جکڑنے کی ضرورت پڑی نیز قرآن مجید کے منشاء کے صریح خلاف ہوگا۔ اس لئے یہ غلط ہے کہ نبی اللہ صلعم کو سلیمان علیہ السّلام کی خصوصیت یاد آئی اور اس وجہ سے آپنے اُس جنّ کا ستون سے باندھنا مناسب نہ سمجھا۔ دوئم اگر وہ حملہ کرنے والا فی الواقعہ کوئی جنّ بھوت ہی تھا تو اسکے متعلق دوسرے دن لوگوں سے یہ کہنا کہ میں نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسے باندھنا چاہا تھا مگر سلیمان علیہ السّلام کا قول یاد آنے پر اسے چھوڑ دیا۔ ایک قصّہ کہانی سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ نہ تو ایسے قصّوں پر نبوّت و رسالت کی بنیاد رکھی جاسکتی ہے اور نہ حضرت محمد رسول اللہ صلعم کی پاک اور اعلیٰ ذہنیت کے متعلق یہ فرض کیا جاسکتا ہے کہ آپؐ یہ کہانی بیان کرگئے اسکو لوگوں کے ایمان کا موجب سمجھتے تھے۔ غرض امام بخاریؒ کی اس روایت کے الفاظ پر اگر نظر غائر ڈالکر دیکھیں تو خود اسکے اندر ایسے قرائن موجود ہیں جو اس روایت کو کسی ایسے واقعہ پر چسپاں کرنے سے انکار کر رہے ہیں جس کا تعلق اس مادّی دنیا کے ساتھ ہو۔ نہ تو یہ واقعہ کسی انسان پر چسپاں ہو سکتا ہے اور نہ کسی حیوان پر۔ اور نہ جنّ بھوت پر کیونکہ وہ بلّے یا جنگلی آدمی کی صورت میں بھی لوگوں کو دکھلایا جاسکتا تھا۔ جنگلی بلّے یا آدمی کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہوئے کون باور کرسکتا ہے کہ یہ بلّا یا آدمی نہیں بلکہ جنّ ہے پس ان حالات میں ماننا پڑے گا۔۔۔ کہ مذکورہ بالا واقعہ ایک کشف ہے۔ جو ایک عظیم الشان پیشگوئی کے رنگ میں آپ پر ظاہر ہوا جسکے ایک ایک لفظ کی تصدیق واقعات نے کی۔ یہ امر کہ واقعہ مذکورہ کشفی حالت میں آپؐ کے سامنے متمثل ہوا اسکی تائید نہ صرف اندرونی شہادت سے ہوتی ہے بلکہ بیرونی شہادتوں سے بھی ہوتی ہے۔ اندرونی شہادت تو یہ ہے کہ اس روایت کے الفاظ قطعاً کسی ایسی تشریح کے متحمّل نہیں ہوسکتے۔ جو ظاہری واقعہ پر چسپاں ہوتے ہوں۔ جبکہ اسکے برعکس اگر یہ روایت کسی کشف کے متعلّق تسلیم کی جائے تو نہ صرف یہ کہ واقعات کی صحیح اور پوری پوری تصویر ہم اسکے اندر پاتے ہیں بلکہ دیگر روایات سے اسکی تصدیق ہوتی ہے کہ نبی صلعم نے یہ نظارہ حالت کشف میں دیکھا تھا۔ ان میں سے ایک روایت مسلم میں ہے جو مذکورہ بالا ابو ہریرہ کی روایت کے بعد ابو درداء صحابی کے الفاظ میں نقل کی گئی ہے۔ اسکے الفاظ یہ ہیں۔ ان عدو اللّٰہ ابلیس جاء بشھاب من نار لیجعلہ فی وجھی فقلت اعوذ باللّٰہ منک ثلاث مرات ثم اردت اخذہ الخ یعنی اللہ کا دشمن ابلیس آگ کا ایک شعلہ لیکر آیا تاکہ وہ اسکو میرے سامنے رکھدے میں نے اس سے اللہ کی پناہ مانگی اور اسکو قید کرنا چاہا۔ اگر سلیمان کی دعا نہ ہوتی تو وہ ایسا باندھا جاتا کہ مدینہ کے بچّے اسکے ساتھ کھیلتے (مسلم۔ جزو اوّل۔ باب المساجد) اور یہ نظارہ بھی آپؐ نے نماز ہی میں دیکھا تھا۔ اسوقت آپؐ صحابہؓ کو نماز پڑھا رہے تھے ؂

اس روایت سے ۔۔ ۔۔ ۔۔ ظاہر ہوتا ہے کہ ان عفریتاً من الجنّ سے مراد شیطان تھا جو متمثل ہوکر آپؐ کو دکھائی دیا۔ یہ نظارہ روحانی عالم کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ تیسری روایت اس حقیقت کو اور بھی زیادہ واضح کرتی ہے۔ اسکے یہ الفاظ ہیں۔ قال صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رَأیتُ لیلۃَ اسریٰ بی ان عفریتًا من الجن یطلبنی بشعلۃ من نار کلما التفت الیہ رأیتہ (عینی ۷) یعنی میں نے لیلۃ اسراء میں دیکھا کہ ایک گھنونی شکل کا جن جو آگ کا شعلہ لیکر میرے پیچھے لگا ہے۔ رَأیتُ البارحہ اور اللیلۃ سے مراد خواب دیکھنا ہوتا ہے۔ بلکہ البارحۃ یا اللیلۃ کا قرینہ رأیتُ کے ساتھ نہ بھی ہو تب بھی یہ لفظ خواب کے معنوں میں استعمال کیا جا سکتا ہے۔ سورہ یوسف میں یہ لفظ بغیر کسی قرینہ کے چار دفعہ استعمال ہُوا ہے۔ اور اس سے مراد خواب کا نظارہ ہے۔ احادیث میں اسکی مثالیں بکثرت ملتی ہیں۔ لیکن یہاں تو لیلۃ اسریٰ بی کا صریح قرینہ موجود ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نظارہ اس قسم کے روحانی مشاہدات کے ساتھ تعلق رکھتا ہے جن میں سے اسراء کا ایک واقعہ مشہور و معروف ہے (تفصیل کے لئے دیکھیں کتاب التوحید جز ۸)

یہاں ایک اعتراض کیا جا سکتا ہے کہ امام بخاریؒ کی مشار الیہا روایت سے کنایۃً معلوم ہوتا ہے کہ واقعہ مذکور مدینہ میں پیش آیا تھا۔ نہ مکہ میں جبکہ آپ کو اسراء ہُوا تھا۔ گو بیت اللہ کو بھی مسجد کے نام سے پکارا گیا ہے (سورہ بنی اسرائیل : ۱) مگر اس میں صحابہؓ کا اجتماع ایسے طور سے نہیں ہوا کرتا تھا کہ حضرت نبی صلعم یہ خیال فرماتے حتی تصبحوا فتنظروا الیہ کلکم یعنی مسجد میں صبح آکر اسکو تم سب دیکھتے۔ علاوہ ازیں مُسلم کی روایت جو ابو الدرداء سے نقل کی گئی ہے اس میں صراحتًا مدینہ کا ذکر ہے۔ پس اس واقعہ کو لیلۃ الاسراء کی طرف منسوب کرنا امام بخاریؒ اور مُسلم کی متفقہ روایت کے مخالف ہے۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ ان روایات کے الفاظ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نظارہ آپؐ کو دو دفعہ دکھلایا گیا ہے۔ ایک دفعہ اسراء کی رات مکّہ میں جبکہ آپؐ تنہاء نماز پڑھ رہے تھے۔ اور ایک دفعہ مدینہ میں جبکہ صحابہؓ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے۔ ابودرداء کی روایت بتلاتی ہے کہ آپؐ نے اعوذ باللہ منک کہتے ہوئے اپنا ہاتھ بڑھایا جیسے کوئی کسی چیز کو پکڑتا ہے۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد ہم نے آپؐ سے پُوچھا تو آپؐ نے فرمایا ان عدو اللہ ابلیس جاء بشھاب من نار الخ۔ اس روایت کے آخر میں بھی اس بات کا ذکر ہے کہ میں نے اسے قید کرنا چاہا مگر سلیمان کی دُعا کی وجہ سے اسکو قید نہ کیا۔ ابو ہریرہ اور ابو درداء کی روایت ایک ہی واقعہ کے متعلق معلوم ہوتی ہے۔ صرف یہ فرق ہے کہ ابودرداء اس واقعہ کے وقت موجود ہیں اور ابو ہریرہ نبی صلعم سے روایتًا بیان کرنے والے ہیں اور نیز یہ فرق ہے کہ ابو ہریرہ کی روایت میں ان عفریتًا من الجنّ الخ سے جو اشکال پیدا ہوتا تھا وہ ابو درداء کی روایت ان عدو اللہ ابلیس سے حل ہو جاتا ہے۔ اور روایت لیلۃ اسریٰ بی الخ والی روایت سے واضح طور پر اس واقعہ کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نوعیت کا پتہ چلتا ہے کہ وہ از قبیل مکاشفات ہے اگر لیلۃ اسراء کے واقعہ کی روایت ہمارے سامنے نہ بھی ہوتی تب بھی ہم یقیناً کہہ سکتے ہیں کہ یہ نظارہ ایک کشف کی صورت میں دکھلایا گیا تھا۔ آپؐ کی زندگی میں اس کی مثالیں اور بھی ملتی ہیں۔ ایک دفعہ حالت نماز میں آپ کو جنّت و جہنّم بھی دکھلائی گئی تھی۔ اور وہ نظارہ بھی مکاشفات کی قسم میں سے تھا (تفصیل کیلئے دیکھیں شرح باب ۵ کتاب الصلوٰۃ)

اور یہ بدیہی امر ہے کہ شیطان ارواح خبیثہ میں سے ہے۔ وہ جب نظر آتا ہے تو کسی نہ کسی شکل میں متمثل ہو کر نظر آتا ہے۔ بخاری و مسلم روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ نہایت گھنونی شکل کا تھا۔ عبدالرزاق میں اسکو بِلّے کی شکل و صورت کا بتلایا گیا ہے۔ اگر یہ روایت باعتبار سند صحیح ثابت ہو تو اس میں کوئی شک نہیں کہ بِلّے کی شکل کا انسان نہایت بدصورت ہوتا ہے۔

غرض یہ ایک کشف تھا جو ایک عظیم الشان پیشگوئی کے رنگ میں آپؐ پر ظاہر ہوا اور بعد میں حرف بحرف پورا ہو۔ شیطان نے عداوت کی آگ چاروں طرف بھڑکا کر آپؐ کے تبلیغی فرائض کی ادائگی سے روکنا چاہا۔ یہی وہ شیطان کا آگ سے حملہ تھا جو اس غرض کے لئے کیا گیا کہ آپؐ کی نماز میں رخنہ ڈالا جائے۔ یعنی فرض منصبی سے روکے۔ جس طرح سلیمان علیہ السلام کے برخلاف عام سرکش قومیں بھڑک اٹھی تھیں اسی طرح نبی صلعم کے برخلاف بھی عرب کے عام جنگجو قبائل بھڑک اُٹھے تھے۔ سلیمان علیہ السلام نے ربّ اغفرلی وھب لی ملکا کی جو دعا مانگی تھی وہ اسی عظیم الشان فتنے کے اثنا میں مانگی ہے۔ اس کا ذکر قرآن مجید بایں الفاظ کرتا ہے ولقد فتنا سلیمان والقینا علیٰ کرسیہ جسداً ثم اناب قال رب اغفرلی الخ۔ ہم نے سلیمان کو بھی ابتلاؤں سے کندن کیا تھا۔ اور ایک بے روح جسم اسکی کرسی پر ڈالدیا۔ یعنی اس کی سلطنت کو تباہ کرنے کے لئے یربعام کو کرسی پر بٹھا دیا۔ جس سے تمام بنی اسرائیل کے گھرانے باغی ہو گئے (۱ سلاطین ۱۲: ۱۷-۲۸) اس بغاوت کے زمانہ میں وہ دعا مانگی گئی تھی۔ اب نبی صلعم کو بھی وہی شیطان دکھلایا گیا ہے کہ آگ کے ذریعے سے آپ پر حملہ آور ہُوا اور آپؐ کے برخلاف بھی نہایت سرکش خون کی پیاسی قومیں ... ... اُکسائی گئی ہیں جنکو آپؐ نے آخر مغلوب کرلیا۔ (فامکننی اللہ منہ) شیطان پر قابو پانے کے یہی معنی تھے آپؐ کو خیال آیا کہ مسجد کے ستون سے اسکو باندھ دوں۔ مگر سلیمانؑ کی دعا یاد آنے پر آپؐ نے اسکو قید نہیں کیا بلکہ رُدّہ خاسئاً اسکو ذِلّت کی حالت میں دھتکار دیا۔ اسکے یہ معنی ہیں کہ جس طرح سلیمان علیہ السلام نے مغلوب شدہ قوموں کو اپنا غلام بنایا تھا اور ان سے مشقّت و مزدوری کے کام لئے اور قیدی کی زنجیروں میں انہیں اچھی طرح جکڑ دیا نبی صلعم نے قبائل عرب کے ساتھ یہ سلوک نہیں کیا۔ آپؐ نے انہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

غلام بنایا۔ حتّٰی تعبسوا وتنظروا کی تعبیر یہ ہے کہ فتنوں کی کالی گھٹا جب ظفر مندی کی صبح سے تبدیل ہو تو پھر تم شیطان کے لاؤ لشکر کو غلامی کے زنجیروں میں جکڑے ہوئے دیکھو۔ آپ نے یہ چاہا تھا۔ مگر لا ینبغی لاحدٍ سے آپ کا ذہن مشیئت الٰہی کے ماتحت اس طرف منتقل ہو گیا کہ مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیئے اور آپ نے ایسا نہیں کیا ؏

غرض آپ کا یہ کشف پوری تفصیل کے ساتھ پورا ہوا۔ یہ اصلیت اور حقیقت ہے اس روایت کی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کشف پر مسئلہ مُعَنْوَنہ کی بنیاد رکھی ہے جو فقہا کے نزدیک درست نہیں امام موصوف نے باب۵ میں بھی ایک کشف کی بنا پر مسئلہ کا عنوان قائم کیا ہے۔ اور غالباً وہ اسکو جائز سمجھتے ہیں۔ اس کے بعد اور باب قائم کر کے امام موصوف نے ایک نہایت ہی لطیف پیرائے میں نفس مسئلہ کے متعلق مضمون ادا کیا ہے جس کی یہاں گنجائش نہیں ؏

ممالک غربیہ میں مسلم آبادی

مسلمانانِ روس جمہوریہ شورائیہ روس کی تازہ شماری کے مطابق یہاں ایک کروڑ اڑسٹھ لاکھ مسلمان آباد ہیں اور فی ہزار انسانوں میں صرف ۱۸۹ تاتاری مغل ۱۴۳، اُستراخانی ۱۴۱، بدخشانی ۹۲، چرغیزی ۵۰، کلموک ۴۲، ترکمانی وٹکنٹزی ۵۶، کرغوی ۲۵ اور کریاونسی خواندہ ہیں۔ ان کے بہت سے اخبارات ہیں اور حال میں بہت سے مدرسے قائم کیئے گئے ہیں۔ حکومت روسیہ نے ان کے لئے ایک زبردست تعلیمی پروگرام مرتب کیا ہے۔ جس پر پوری طرح عملدرآمد ۱۹۳۵ء تک ہو جائیگا ؏

مسلمانانِ آسٹریلیا یہاں زیادہ تر افغانوں کی تعمیر کردہ ۲۰ مساجد ہیں اور تازہ اطلاعات کے مطابق یہاں ۳۹۰۸ مسلم آباد ہیں۔ یہ تعداد مسلمانوں کی صحیح آبادی سے کم معلوم ہوتی ہے ؏

نیو گنی اور فجی نیو گنی میں تقریباً پانچ ہزار اور فجی میں تین ہزار مسلمان ہیں مسلمانان فجی مذہبی حیثیت سے زندہ مسلمان کہے جا سکتے ہیں۔ اور انہوں نے اپنا ذوق مذہبی پورا کرنے کے لئے ہندوستان سے مولوی بلائے ہیں ؏

ممالک متحدہ امریکہ یہاں ہزارہا مسلمان آباد ہیں اور یہ زیادہ تر نیویارک خلاڈیلفیا خود کی اٹسبرگ۔ شکاگو۔ ڈیٹرائٹ، بالٹیمور۔ بوسٹن اور دور کاسٹر میں پائے جاتے ہیں مشہور مالک کارخانہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

موٹر سازی مسٹر فورڈ کی فیکٹریوں میں چند ہزار مسلمان کام کرتے ہیں۔ صحیح اعداد تو معلوم نہیں لیکن ممالک متحدہ امریکہ کی شاخ ویسٹرن اسلامک ایسوسی ایشن انکی ٹھیک تعداد معلوم کرنے میں مشغول ہے۔ میکسیکو میں ۴۰۰۰ مسلمان ہیں جن میں زیادہ تر عرب ہیں انہوں نے ایک زبردست اسلامی انجمن قائم کر رکھی ہے ۔

جنوبی امریکہ کیوبا ۲۰۰۰ مسلمان رہتے ہیں برازیل کے مسلمانوں کی تعداد اُن کی ابتدائی مردم شماری سے اب دوگنی یعنی پچاس ہزار ہے ریاست سینٹ پولا میں مسلمانوں کی بڑی تعداد موجود ہے راؤ سے مسلمانوں کے چار اور سین رولو سے چھ اخبار شائع ہوتے ہیں۔ جمہوریہ ارجنٹائن میں ۲ عربی اخبار نکلتے ہیں اور یہاں دس ہزار مسلمان آباد ہیں اور بہت سے پیراگوئے یوروگوئے میں جا کر آباد ہو گئے ہیں۔ کولمبیا ڈینیز ولا میں بھی کچھ مسلمان رہتے ہیں اور اعراب۔ اندلس کی نسل سے ہیں یہ ایک ہزار سے کسی حالت میں کم نہیں ۔

ڈچ گائنا منجملہ کل آبادی ۱۰۷۸۲۷ کے یہاں مسلمانوں کی تعداد ایک تہائی ہے گذشتہ سالوں میں یہاں اسلام خوب پھیلا ہے اور مسلمانان جاوا سے یہاں کے مسلمانوں کے گہرے تعلّقات ہیں ۔

گائنا فرانسیسی گائنا میں تقریباً ۶۷۵۰ اور برطانی گائنا میں ۱۸ ہزار مسلمان موجود ہیں۔ ان مقامات میں اسلام کی ترقی ویسٹرن اسلامک ایسوسی ایشن کی تبلیغ و شاعت کی رہین منت ہے ۔

ٹرینڈاڈ جزیرہ ٹرینڈاڈ میں ۱۷ ہزار مُسلم رہتے ہیں اور افریقہ کے وحشی رفتہ رفتہ اسلام قبول کر رہے ہیں جامیکا میں پانچ ہزار مسلمان آباد ہیں ۔

فرانس میں اسلام فرانس میں اسّی ہزار مسلمان آباد ہیں اور یہ سب تعلیم یافتہ ہیں ۔

بلجیم اور لکسمبرگ یہاں پانچ ہزار مسلمان رہتے ہیں۔ یہ زیادہ تر کارخانوں میں کام کرتے ہیں پیرس کی مسلم آبادی کی میزان ۲۵ ہزار ہے یہاں ایک عالیشان مسجد ۱۹۰۷ء میں تعمیر کی گئی ہے اور میرے یہاں کے مسلمانوں سے خوشگوار تعلّقات ہیں ۔

برطانیہ یہاں صوبہ ویلز کے شہر کارڈف میں مسلمان زیادہ رہتے ہیں اور انکی تعداد دس ہزار ہے یہ زیادہ تر عرب ہیں۔ لیکن ملایا اور ہندوستانی مسلمانوں کی بھی بڑی تعداد پائی جاتی ہے انکی بیوی اور بچے سب مذہب اسلام پر عامل ہیں اور یہ سب منظّم ہیں۔ سوئتھ شیلڈ میں عرب، مخلوط ملایا دیسی ترک اور مصری بھی ہیں انکے سردار کا نام حسن محمدؐ ہے ویسٹرن اسلامک ایسوسی ایشن کی شاخ یہاں مدرسے اور مسجد بنوانے کے لئے ایک قطعہ اراضی خرید رہی ہے مجلس مذکور کو ایک قطعہ ملا تھا لیکن یہ غنا سب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قرار دیا گیا۔ یہاں اکثر مسلمانوں کے بڑے بڑے جلسے ہوتے رہتے ہیں اور بہت سے مسلمان دوکانیں کرتے ہیں ہل۔ سنڈرلینڈ۔ نارتھ شیلڈز۔ نیو کاسل، لورپول اور دیگر مقامات میں بہت سے مسلمان رہتے ہیں لنڈن کے مشرقی حصہ میں ... ۳ مسلمان خاندان مستقل طور سے آباد ہیں۔ یہاں بہت سی ایسی قیام گاہیں ہیں جن میں بندرگاہ پر آنیوالے ہزارہا ملاح آکر رہتے ہیں مشرقی لنڈن کی آبادی زیادہ ہے ؛

(حمایت اسلام)

نشان کسوف وخسوف

اور

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اعتراض :۔ "جس وقت کے کسوف و خسوف کو "مرزا صاحب" اپنے مہدی ہونیکی دلیل کہتے ہیں اُسوقت میں کئی مدعی مہدویت ہوئے۔ (۱) محمد احمد سوڈانی۔ (۲) محمد عبداللہ بن عمر (۳) شیخ سنوسی جنہوں نے اسوقت اسلام کا بہت بڑا کام کیا ہے اور کر رہے ہیں۔ (۴) مرزا غلام احمد صاحب قادیانی۔ (۵) مسٹر ڈوئی۔ (۶) مسٹر وارڈ جس نے لنڈن میں مسیحیت کا دعویٰ کیا" ھذا محض خلق اللہ کی دھوکہ دہی کے لئے یہ دام پھیلایا گیا ہے ؛

معترض صاحب! ثابت کیجئے کہ محمد احمد سوڈانی مُدعیٔ مہدویت ہُوا ہے ان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ وہ بیچارہ تو اس بات کا معترف ہے کہ مجھے اس قسم کا کوئی دعویٰ نہیں۔ دیکھئے حدیث الغاشیہ مطبع بدیعی ۱۳۰۱ھ صفحہ ۳۰۵ "۲۳ محرم ۱۳۰۱ھ کو لشکر سوڈان اتباع محمد احمد نے فوج توفیق پاشا خدیو مصر کو سخت شکست دی اخبار نویس ان کو مہدی کاذب لکھتے ہیں۔ انکا غلغلہ اس سرزمین میں ۱۲۹۸ھ سے ہو رہا ہے .... سُنا گیا ہے کہ اس شخص کو دعویٰ مہدویت کا نہیں ہے۔ السٹریٹڈ لنڈن نیوز مطبوعہ یکم دسمبر ۱۸۸۳ء میں لکھا ہے۔ محمد احمد نام مہدی سوڈان ملک ڈنگولا میں پیدا ہُوا اُسکا باپ نجار تھا اس نے بھی یہ پیشہ کیا ہے ..... کچھ دن پہاڑ پر رہا ۱۸۸۱ء میں یکایک بیان کیا کہ مجھکو الہام سے معلوم ہُوا ہے۔ کہ میں مجدد دین اسلام ہوں اسلئے مجھ کو چاہیئے کہ مذہب اسلام کو حالت اولیٰ پر لاؤں" اس سے ثابت ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ اُسے ادّعاء مجدّدیّت تھا نہ کہ مہدویّت۔ پھر اقتراب الساعۃ مطبوعہ مطبع سعیدیہ بنارس ۱۳۲۲ھ ص ۱۱۹ سے اس کی تصدیق و تائید ہوتی ہے۔ لکھا ہے: "ہم نہیں جانتے کہ یہ مجدّد جو مہدی سوڈانی کہلاتے ہیں مقام العبید میں مقیم ہیں آپ کو سیّد باپ کو عبد اللہ بتاتے ہیں کون ہیں کیسے ہیں؟ مہدی تو بالیقین نہیں چنانچہ اخبار پانیر مطبوعہ ۱۵ اپریل ۱۸۸۶ء میں اخبار ادبرا سے نقل کیا ہے۔ کہ صاحب اخبار مذکور نے محمد احمد سے ملکر پوچھا کہ کیا تم کو دعویٰ مہدویت کا ہے۔ انہوں نے کہا ہم نے یہ دعویٰ کبھی نہیں کیا اسلام کے بڑے بڑے عالم ہزاروں شیوخ ترقی خواہ اسلام جو بالفعل ہمارے اِرد گِرد موجود ہیں۔ اگر ہم دعویٰ مہدویت کا کریں تو یہ سب ہم کو چھوڑ کر علیحدہ جائیں ہرگز مقابلہ دشمن میں ہمارا ساتھ نہ دیں"

پھر شیخ الاسلام علاّمہ سیّد احمد اپنی کتاب فتوحاتِ اسلامیہ جلد ۲ ص ۱۸۱ میں اسکے متعلق تحریر فرماتے ہیں "اَمّا ھُوَ فانہ لم یدّع انہ المھدیّ بلا واسطۃ انہ یقول انی لست المھدی المنتظر وانّما انا قائم لاظھار الحق واقامۃ الشریعۃ" یعنی اس نے قطعًا مہدی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا بلکہ بعض لوگ جو اُسکے پاس رہتے تھے اُنہوں نے اس سے بلاواسطہ سُنا ہے۔ کہ مَیں مہدی معہود نہیں۔ میرا مقصد صرف اظہارِ حق اور قیام شریعتِ حقّہ ہے۔ ہاں اُسکے بعض مریدوں نے یہ مشہور کر دیا ہے کہ وہ مُدّعی مہدویّت ہے۔ اِنّ الّذین یشیعون انہ المھدی انما ھم بعض اتباعہ، وھذا ہماف لمن یتدبّر۔

(۲) دوسرا شخص عبد اللہ بن عمر پیش کیا گیا ہے اس کے متعلق بھی اقتراب الساعۃ ص ۱۱۵ میں لکھا ہے۔ "پھر اشاعت میں کہا کہ تھوڑے دن پہلے اس تصنیف سے جبال عقراو عمادیہ علاقہ اکراد میں ایک شخص عبد اللہ نام ظاہر ہُوا اس نے کہا مَیں شریف حسینی ہوں اُس کا ایک چھوٹا بیٹا بارہ برس کا یا کچھ کم زیادہ کا ہوگا اس نے اس کا نام محمد لقب مہدی رکھا کہا یہی میرا بیٹا مہدی موعود ہے ایک بڑی جماعت قبائل سے اسکے تابع ہو گئی"

پھر اس کی تصدیق بھی حدیث الغاشیہ سے ہو سکتی ہے وہاں رقم ہے۔ "ملک اکراد میں ایک شخص عبد اللہ نام تھا اس نے اپنے بیٹے کا نام محمد لقب مہدی رکھا کہا مَیں سیّد ہوں یہی میرا بیٹا مہدی معہود ہے" پس نہ تو باپ کو دعویٰ تھا کہ مَیں مہدی ہوں اور نہ ہی اُسکے بیٹے کو بلکہ جس عمر میں کہ اسکے باپ نے اس کی بابت یہ دعویٰ کیا تھا اس میں تو وہ اس قابل ہی نہ تھا کہ مہدویّت کے مفہوم کو بھی ذہن میں لا سکے پھر اس سے دعویٰ مہدویّت صادر ہی کیسے ہو سکتا تھا۔

(۳) تیسرا شخص شیخ سنوسی ہے۔ ہمیں اسکے متعلق کچھ تحقیق و تفتیش درکار نہیں۔ مصنّف مذکور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نے خود بایں الفاظ اعتراف کیا ہے۔ "گر اس وقت جو سنوسی وغیرہ کو جو بہت **مسلمان مہدی کہ رہے ہیں** اور ان کے ماننے والے مرزا صاحب کے ماننے والوں سے غالباً ہزار زائد ہونگے **انہوں نے اپنی زبان سے ایسے لمبے چوڑے دعوے نہیں کئے**۔" صفحہ ۱۲ شہادۃ - ملاحظہ ہوں۔ "خط کشیدہ الفاظ"

پھر انکے متعلق لکھا ہے۔ کہ "شیخ محمدؐ علی بن شیخ محمدؐ السنوسی پیدائش ۱۷۹۱ مراکش۔ وفات ۱۸۵۸

خلفہ ابنہ (المھدی محمدؐ) لقبناہ بالمھدی دون ابیہ لان والدہ لم یدّع المھدویّۃ ولکن لمہ قبل وفاتہ الی ان المھدی المنتظر سیظھر قریبا ولعلہ ابنہ فاستوضحوہ فلم یزدھم الا کلمۃ (لا اعلم) علیٰ انہ انبأھم (علیٰ قول مریدیہ) بان ظھورہ سیکون فی ختام القرن الثالث عشر للھجرۃ فمن ذٰلک الوقت اعتقد السنوسیون ان رئیسھم ھذا ھو المھدی المنتظر وقد سمّوہ محمد المھدی

یعنی شیخ محمد علی سنوسی کے بعد اس کا بیٹا اس کا خلیفہ ہوا جس کا نام محمدؐ مہدی تھا اسکے مہدی کہلانے کی وجہ یہ ہے۔ کہ اسکے والد نے اپنی موت سے قبل یہ کہا تھا کہ امام مہدی عنقریب ظاہر ہو جائیگا۔ لوگوں نے اس سے اور زیادہ وضاحت چاہی۔ لیکن اس نے لا اعلم (میں نہیں جانتا) کے بغیر انہیں کوئی جواب نہ دیا۔ اسکے مرید یہ کہتے ہیں کہ اس نے کہا تھا کہ امام مہدی تیرھویں صدی کے آخر میں ظاہر ہوگا پس اسی وقت سے سنوسیوں کا اعتقاد ہوگیا کہ مہدی منتظر اسکا بیٹا ہی ہے۔ (صفحہ ۲۵۷ تاریخ الیابیہ مطبوعہ منار سنہ ۱۳۲۱ھ ڈاکٹر میرزا محمدؐ مہدی خاں رئیس الحکماء)

صریح جھوٹ!!! شیخ سنوسی کے ماننے والے مرزا صاحب کے ماننے والوں سے غالباً ہزار گونہ زیادہ ہونگے۔ مگر کوئی اس بات کو پایۂ ثبوت تک تو پہنچائے؟

(۵) مسٹر ڈوئی - خود مصنف کے دل میں اس کی بابت خلجان ہے۔ چنانچہ اقرار کرتا ہے۔ "مسٹر ڈوئی کی نسبت اگرچہ مرزا صاحب نے بہت کچھ غل مچایا ہے مگر اس کے باب میں ہم زیادہ نہیں کہتے۔ صرف اسقدر لکھتے ہیں کہ وہ مدّعی تھا اور اسکے وقت میں یہ نشان پایا گیا۔" صفحہ ۱۳

معترض صاحب! ہزار ہا لکھو کہ مدّعی ہوں۔ ہمیں ذرّہ بھر مضر نہیں کوئی مہدویّت کا مدّعی پیش کرو؟ وھذا، یضرنا فقط لا غیر ؞

(۶) مسٹر وارڈ "نے لنڈن میں مسیحیّت کا دعویٰ کیا۔"

معترض موصوف نام تو ان لوگوں کے لکھ رہا تھا جو مدّعی مہدویّت ہوئے۔" صفحہ ۱۱ مگر ایک شخص کو بھی تو سوائے سیدنا مرزا صاحبؑ کے مدّعی مہدویّت ثابت نہ کر سکا۔ محمد احمد سوڈانی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خود منکر ہے۔ محمد عبداللہ اور شیخ سنوسی کو اپنے متعلق کسی قسم کا دعویٰ ہی نہیں۔ مسٹر ڈوئی اور مسٹر وارڈ عیسائی تھے جو قید "اِنّ لمھدینا" سے خارج ہو گئے کیونکہ وہ اُمّت محمدیہ میں نہیں اور نہ حامیان دین متین۔ پھر ان میں سے بھی ایک مطلق مُدّعی تھا۔ دوسرا مُدّعی مسیحیت نہ مہدویت۔ معترض نے مرزا صاحبؑ کو تو محض اسلئے کہ ان کا اصل دعویٰ مثیل مسیح ہونیکا ہے۔ اس پیشگوئی سے خارج کر دیا تھا۔ دیکھو صفحہ ۱۹ شہادۃ۔ مگر اسی زبان سے منکران دعویٰ مہدویت و مطلق مدعیان و مدعیان مسیحیت کو پیش کر رہا ہے۔ العجب! حضرت مرزا غلام احمد صاحبؑ مہدی برحق ہیں کیونکہ آپ میں تمام شرائط موجود ہیں آپؑ کی تصدیق کے لئے کئی نشانات ظاہر ہوئے دیکھو صفحہ ۱۴۲

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:-

بَدَتْ اٰیات ربّی مثل شمس — فما یبقی الظلام ولا اللیالی
تجلّی صدقنا والصدق یجلو — فاشرقنا کما شراق اللآلی
فلا تعجل علینا یا ابن ضغن — وخف سوء العواقب والمالی
وفکر فی کلامی ثم فکر — ولا تسلک کمرءٍ لا یبالی

کیوں نہ ہو! جبکہ آپؑ کے ہاتھ پر لاکھوں کی تعداد میں نشانات ظاہر ہوئے۔

ہمارا استدلال اِنّ لمھدینا (الحدیث) سے یہ ہے۔ کہ یہ پیشین گوئی اپنے اندر چار پہلو رکھتی ہے (۱) اوّل چاند گرہن (بموجب عادۃ اللہ و قانون قدرت) اس کی مقررہ راتوں میں سے پہلی رات میں ہونا۔ (۲) اسی طرح سورج گرہن اسکے مقررہ دنوں میں سے بیچ کے دن ہونا۔ (۳) رمضان شریف کا مہینہ ہونا (۴) ایک مُدّعی مہدویت کا موجود ہونا۔

ہمارا دعویٰ ہے کہ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے کبھی ایسا وقوع میں نہیں آیا۔ سوائے حضرت مرزا صاحبؑ کے زمانہ مہدویت کے!!!

اسپر معترض مذکور پیرو مرشد خانقاہ رحمانیہ یوں اعتراض فرماتے ہیں کہ "بیسیوں مدّعیوں کے نام لکھتا ہوں جنکے وقت میں اُن گہنوں کا اجتماع ہوا ہے۔" صفحہ ۳۶

اوّل میں لکھ چکا ہوں کہ ہمیں مطلق مدعیان سے خواہ وہ کتنی ہی تعداد میں موجود کیوں نہ ہوں کچھ سروکار نہیں۔ دوم۔ جن مدعیان کو مصنف نے پیش کیا ہے۔ ان میں سے پہلے دو (طریف ابو صبیح و صالح بن طریف) بقول مصنف مُدّعی نبوت ہیں نہ کہ مُدّعی مہدویت۔ پس شرط رابع مفقود اور مطابق حکم اذا فات الشرط فات المشروط دعویٰ غلط۔ سوم۔ عبیداللہ مہدی صاحب افریقہ و سید محمد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جونپوری نے فرض کر لیتے ہیں کہ دعویٰ مہدویت کیا اور مان لیتے ہیں تھوڑی دیر کے لئے کہ ان کے زمانہ ہی میں ماہ رمضان میں کسوف و خسوف واقع ہوا۔ مگر جناب من! اس بات کے اثبات کا کون ذمہ دار ہے۔ کہ ان کے گہن کا وقوع مقررہ تاریخ میں ہی ہوا۔

پس اے غیرت مند انسان! سوچ کہ کیا معترض نے ہمارے مطالبہ کو مطابق شرائط بالا پورا کیا؟ کیا اب بھی کوئی اس کا جانشین و قائم مقام و مرید ہے کہ ہمارے اس مطالبہ کو پورا کر سکے!!!

تناقض و معمہ } مصنف شہادۃ نے عبید اللہ مہدی صاحب افریقہ کے متعلق لکھا ہے کہ "سنہ ۲۵۶ھ مہدویت کا مدعی ہوا"۔ صفحہ ۳۷۔ مگر انہی کے ہم نوا مولوی محمد یعقوب پٹیالوی نے اپنی کتاب عشرہ کاملہ مطبوعہ الکٹرک پرنٹنگ ورکس دہلی کے صفحہ ۲۳ پر لکھا ہے کہ "عبید اللہ مہدی سنہ ۲۹۶ھ میں مہدویت کا مدعی ہوا"۔

غلام ملت محمد صادق چغتائی (مولوی فاضل)

تبلیغی ٹریکٹ

چند کارآمد حوالے نمبر ۱ نمبر ۲	۱/
بانی آریہ سماج کے اقوال میں تناقض	۰/
اسلام اندرونی تصویر	۰/
آریہ سماج اور گاندھی جی	۰/
رسالہ تائید اسلام کے اعتراضات کا جواب	۱۰/
کفارہ	۱/
بطلان مسئلہ قدامت روح و مادہ	۱/
اسلامی قادر مطلق خدا اور آرین سرو شکتیمان	۴/
مسیح موعودؑ و امت محمدیہ	۱/
شیعہ سوراج اور اسکے واقعات	۱/
ذبیحہ گائے	۱/
ابطال الباطل (رد شیعہ)	۲/
آسمانی گولہ	۱/

تبلیغی رسالے

براہین العقائد	۸/
معارف القرآن	۸/
تصوف	۶/
مقصد مذہب	۳/
مباحثہ سرگودہ	۶/
الاستخلاف	۰۴/
مباحثہ ختم نبوت	۶/
مجمع البحرین	۳/
کمالات احمدیہ	۶/
التشریح الصحیح	۶/

دفتر ریویو آف ریلیجنز اردو قادیان سے منگوایئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گوشوارہ بقایا و فاضلہ صیغہ جات صدر انجمن احمدیہ قادیان دارالامان بابت ماہ جولائی سنہ ۱۹۳۰ء

نمبر شمار	نام صیغہ جات	رقوم بقایا		
۱	بیت المال	۱	۱۰	۲۰۷۲۷
۲	طبع و اشاعت	۹	۷	۱۵۴
۳	جائداد	۰	۱۲	۹
۴	بورڈران ہائی	۶	۰	۳۱۵
۵	” احمدیہ	۰	۱	۲۹۱
۶	مقبرہ بہشتی	۳	۱۲	۳۷۲۷۵
۷	قرضہ	۰	۰	۱۷۱۵۸
۸	منارہ	۰	۰	۱۳۴۳
۹	پراویڈنٹ فنڈ	۸	۳	۲۰۸۰
۱۰	ترقی اسلام	۰	۰	۸
۱۱	بک ڈپو	۰	۱۰	۹۱
	میزان	۳	۹	۷۹۴۵۴

نمبر شمار	نام صیغہ جات	رقوم فاضلہ		
۱	نقد و پیشگی	۳	۴	۱۴۶۹۶
۲	ایجنسی	۰	۰	۴۸۵۰
۳	تعمیر	۰	۱۳	۱۵۴
۴	ناظر اعلیٰ	۳	۵	۱۰۵۵
۵	قضاء	۰	۱۲	۶۷
۶	افتاء	۰	۰	۱۵
۷	پرائیویٹ سکرٹری	۰	۱۲	۱۱۵۷
۸	محاسب	۶	۱۱	۱۹۶۹
۹	ہسپتال	۰	۵	۴۷۸
۱۰	دعوۃ و تبلیغ	۰	۰	۹۰۴۶
۱۱	ہائی سکول	۳	۱۵	۳۲۸۴
۱۲	صدقات	۶	۸	۶۹۵
۱۳	گرلز سکول	۳	۸	۱۲۰۱
۱۴	مدرسہ احمدیہ	۹	۹	۳۰۲۵
۱۵	جامعہ احمدیہ	۶	۴	۲۰۳۲
۱۶	احمدیہ ہوسٹل	۰	۱۳	۷۳۰
۱۷	امور عامہ	۳	۱۳	۱۱۸۸
۱۸	ضیافت	۹	۴	۲۴۰۸۰
۱۹	تعلیم و تربیت	۶	۱۰	۱۴۸۵
۲۰	تالیف و تصنیف	۹	۱۲	۱۸۹۰
۲۱	امور عامہ	۶	۱	۱۴۴۸
۲۲	خلافت	۰	۰	۲۷۸۵
۲۳	تجارت	۳	۴	۲۱۱۴
	میزان	۳	۹	۷۹۴۵۴

۱۴۶۴۰ ــ ۷ ــ ۰ پیشگی

۵۵ ــ ۱۳ ــ ۳ نقد موجود

محمد اشرف

محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان

معززین رسالہ ۔۔۔

میں سے جو اصحاب انگریزی دان

ہیں وہ انگریزی کا ریویو بھی منگایا کریں اس کا چندہ

۲۰×۳۰/۸

ہیں۔ وہ ۱۵ روپے ہے *

سالانہ ۴ روپے انگریزی کا اخبار ہفتہ وار سن رائز

قادیان سے دوسرا انگریزی اخبار اغراض مد نظر ہیں

صفحے پر نکلتا ہے علمی اسلامی اغراض ہیں اور

کی تقطیع ۱۲ صفحے نمونہ منگوا کر ضرور ملاحظہ کیجئے

پانچ روپے سالانہ چندہ

خریدار بن جائیے *

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تارا
ٹریڈ مارک
SKB
رجسٹرڈ

ڈاکٹر ایس کے برمن کی

سخت امراض کی
مجرب پیٹنٹ دوائیں

جب پیٹ میں بدہضمی کی شکایت ہو تو

عرق پودینہ سبز

استعمال کیجئے۔ یہ ریاحی امراض کے لئے نہایت مفید ہے پیٹ پھولنا۔ کھٹے ڈکار آنا۔ بھوک کم لگنا وغیرہ امراض اِس سے رفع ہوتے ہیں۔ اسکے فائدے کے مقابل دوسرا کوئی بازاری عرق پودینہ نہیں ہے۔

قیمت فی شیشی چھوٹی ۹/ نو آنہ ڈاک محصول ۷/

" بڑی شیشی ۱۲/ بارہ آنہ " " ۷/

دادمرہم

کیسا ہی نیا یا پرانا داد کیوں نہ ہو یہ دوا اُسے جڑسے آرام کردیتی ہے ایکمرتبہ لگاتے ہی مرض آدھا ہوجاتا ہے۔ اور دو یا تین مرتبہ کے لگانے سے اُسکا نام ونشان بھی باقی نہیں رہ جاتا۔

قیمت فی ڈبی ۴/ چار آنہ۔ ڈاک محصول ۶/ چھ آنہ

امراض مستورات کی دوا

یہ لاثانی دوا مستورات کی جملہ شکایتوں کو رفع کرکے اُنکو تندرست وقوی بناتی ہے کمزور رحم کو طاقت دیتی اور صاف رکھتی ہے۔ کمر پیڑو۔ جانگھوں اور سر میں درد ہونا۔ جی متلانا وغیرہ دُور ہوتا ہے۔

قیمت فی شیشی عا/ ڈاک محصول وغیرہ ۱۱/

نوٹ۔ ہماری دوائیں ہر جگہ ملتی ہیں اپنے شہر میں خریدنے وقت ڈاک خرچ کی بچت ہوگی۔

صیغہ نمبر (۱۱۷) پوسٹ بکس نمبر ۵۵۴ کلکتہ

ایجنٹ۔ شیخ محمد وارث رحمت علی سوداگر گوردا سپور

بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا کر مالکان کیلئے قادیان سے شائع کیا